توقیتِ غالب

ڈاکٹر کاظم علی خاں

توقیتِ غالب

ڈاکٹر کاظم علی خاں

انجمن ترقی اُردو (ہند) نئی دہلی

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اُردو (ہند) ۱۴۸۳ء

سنہ اشاعت : ۱۹۹۹ء
قیمت : ۱۰۰/(سو) روپے
بہ اہتمام : اختر زماں
طباعت : ثمر آفسٹ پرنٹرز، نئی دلی

Tauqeet - i - Ghalib

Edited by

Dr. Kazim Ali Khan

Price 100/-

1999

ANJUMAN TARAQQI URDU (HIND)
URDU GHAR MARG, ROUSE AVENUE, NEW DELHI- 110002

فہرست

حرفِ آغاز

اُردو کے محققین کی کتنی ہی مختصر فہرست مرتب کیجیے، ممکن نہیں ہے کہ اس میں ڈاکٹر کاظم علی خاں صاحب کا نام شامل نہ ہو۔ ڈاکٹر کاظم علی خاں صاحب پچھلے پندرہ بیس سالوں سے مستقل غالبؔ پر تحقیقی مضامین شائع کرا رہے ہیں۔ اُن کا پی۔ ایچ۔ ڈی کا تحقیقی مقالہ بھی غالبؔ ہی کے موضوع پر ہے۔ غالبؔ پر اُن کی کتاب "خطوطِ غالب: تحقیقی مطالعہ" بھی شائع ہو چکی ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ "توقیتِ غالبؔ" کا یہ کام اُن سے بہتر کوئی اور نہیں کر سکتا تھا۔ کاظم علی خاں صاحب نے معتبر اور مستند مآخذ کو اس "توقیتِ غالبؔ" کی بنیاد بنایا ہے۔ انھوں نے پوری کوشش کی ہے کہ غالبؔ کی زندگی کے تمام واقعات تاریخوں کے ساتھ پیش کر دیے جائیں۔

اُردو کی بدنصیبی یہ ہے کہ اس میں حوالے کی کتابیں بہت کم ہیں۔ اگر ہم کسی واقعے کی تاریخ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں باقاعدہ تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ لائبریریوں میں جانا پڑتا ہے۔ بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے اور کئی دن کی لگاتار کوشش کے بعد ہمیں اپنا مطلوبہ مواد میسر آتا ہے۔ یہی حال غالبؔ کی زندگی سے متعلق تھا۔ اب "توقیتِ غالبؔ" کی اشاعت کے بعد غالبؔ کی زندگی کے تمام چھوٹے بڑے واقعات کے سلسلے میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ کاظم علی خاں صاحب کی "توقیتِ غالب" ہر قدم

پر آپ کی رہنمائی کرے گی۔

"توقیتِ غالب" اُن بارہ کتابوں کی فہرست میں شامل ہے، جو غالب کے دُو سو سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر انجمن ترقی اُردو (ہند) شائع کر رہی ہے۔

خلیق انجم

دیباچہ

زیرِ نظر مختصر کتاب "توقیتِ غالبؔ" انجمن ترقی اُردو (ہند) نئی دہلی کے اُس سلسلۂ مطبوعات میں شامل ہے جو غالبؔ (متولد ۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء) کے دو سو سالہ جشنِ ولادت کے موقعے پر منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ کتاب کم و بیش چھ ماہ کی متعیّنہ مدّت اور مقرّرہ محدود ضخامت کی "لکشمن ریکھا" میں مُقیّد ہو کر تحریر کی گئی ہے اور اس میں غالبؔ کی زندگی اور زمانے کی تحدید و توقیت کی گئی ہے۔ اس میں خانوادۂ غالبؔ کے متعدد افرادِ غالبؔ کے سفرِ حیات (۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء تا ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء) کے مختلف منازل، عصر و معاصرینِ غالبؔ کے حالات و واقعات، غالبؔ کے تلامذہ و مکتوب الیہم کے ذکر کے ساتھ ساتھ غالبؔ کے مُربّیوں حلیفوں اور حریفوں کو بھی موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

میں نے اِس کتاب کے مواد کی جمع آوری میں غالبؔ پر ہونے والی اُس تحقیق سے بھی اِستفادہ کیا ہے، جو دُوسرے صاحبانِ قلم کی محنت کا ثمرہ ہے۔ اِس کے علاوہ کتاب میں جگہ جگہ خود میری تحقیق کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ اِس مختصر کتاب کے دائرۂ کار میں غالبؔ کی معاشی، سماجی اور ادبی زندگی کا بھی اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کے محدود دامن میں غالبؔ کی اُردو و فارسی نظم و نثر کے مختلف اَدوار اور غالبؔ کے ادبی آثار کے بارے میں عام قاری کے لیے زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں نے اس کتاب میں فراہم کی جانے والی معلومات کو پیش کرنے میں جہاں تک ممکن ہوا ہے معتبر و مستند مآخذ

مصادر سے مدد لی گئی ہے، جیسا کہ کتاب کے تمام سترہ ابواب میں سے ہر باب کے بعد شامل کی جانے والی مصادر کی فہرستوں سے ظاہر ہو سکے گا۔ کتاب کے آخر میں تمام مصادر و مآخذ کی حروف تہجی کے اعتبار سے ایک جامع فہرست بھی شامل کی جارہی ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں مجھے اپنے جن کرم فرماؤں کی مدد، مشوروں اور رہ نمائی و ہمت افزائی حاصل کرنے کی سعادت کا شرف ملا ہے اُن کی طویل فہرست میں یہ چند نام شامل ہیں:

(۱) پروفیسر جگن ناتھ آزاد (جموں) (۲) ڈاکٹر خلیق انجم (نئی دہلی) (۳) استادِ محترم پروفیسر نذیر احمد (علی گڑھ) (۴) کالی داس گپتا رضا (ممبئی) (۵) پروفیسر نیّر مسعود رضوی (لکھنؤ) (۶) پروفیسر گیان چند جین (لکھنؤ) (۷) پروفیسر جعفر رضا (الہ آباد) (۸) ڈاکٹر اسلم پرویز (دہلی) (۹) پروفیسر مجاور حسین (الہ آباد) (۱۰) ڈاکٹر سید سلیمان حسین (لکھنؤ) (۱۱) پروفیسر ملک زادہ منظور احمد (لکھنؤ) (۱۲) پروفیسر سید شبیہ الحسن نونہروی (لکھنؤ) (۱۳) مولانا مرزا محمد اطہر (لکھنؤ) اور (۱۴) ڈاکٹر آغا محمد باقر صدر شعبۂ اُردو شیعہ پوسٹ گریجویٹ کالج (لکھنؤ)۔

ڈاکٹر کاظم علی خاں
ریڈر شعبۂ اُردو
شیعہ پوسٹ گریجویٹ کالج، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳
(اقامتی فون نمبر ــــ ۲۷۳۱۹۰)

پہلا باب

خانوادۂ غالب

۱۷۳۰ء (قیاساً)	غالب کے دادا قوقان بیگ خاں کی سمرقند میں ولادت۔ قوقان بیگ خاں ترسم خاں سلجوقی کے فرزند تھے۔
۱۷۳۶ء	غالب کی دادی کی ولادت (نام و مولد نامعلوم)
۱۷۵۲-۵۳ء	غالب کے دادا قوقان بیگ خاں کی سمرقند سے ہندوستان آمد اور قیام لاہور۔
۱۷۵۴ء	قوقان بیگ خاں کی لاہور سے دہلی منتقلی۔
۱۷۵۶ء (۲۴ اپریل)	قوقان بیگ خاں (اپریل ۱۷۵۶ء کے بعد) مغل حکومت کے شاہی ملازم ہوئے۔
۱۷۶۳ء (قیاساً)	غالب کے دادا قوقان بیگ خاں کی شادی۔
۱۷۶۵ء (قیاساً)	غالب کے والد عبداللہ بیگ خاں کی دہلی میں ولادت
۱۷۶۷ء تا ۱۷۸۰ء	غالب کے چچا نصراللہ بیگ خاں، دو اور چچاؤں (نام نامعلوم) نیز تین پھوپیوں کی ولادت اندازہ ہے کہ بارہ تیرہ سال کے اسی زمانے میں ہوئی ہوگی۔
۱۷۷۱ء (بعد ازیں)	قوقان بیگ خاں کی ذوالفقار الدولہ نجف خاں کی سرکار میں ملازمت۔ بعد کو یہ نوکری چھوڑ کر قوقان بیگ خاں مہاراجا جے پور کے ملازم ہوئے اور آگرہ

میں قیام کیا۔

۱۷۷۲ء (جمعہ ۱۰ اپریل) غالب کے فارسی خطوط کے مکتوب الیہ شیخ امام بخش ناسخ کی فیض آباد (اودھ) میں ولادت۔

۱۷۷۵ء (۴ اکتوبر) مغل حکمراں اکبر شاہ ثانی شعاع کے فرزند بہادر شاہ ظفر کی ولادت۔ جو بعد کو غالب کے ممدوح، مربی و شاگرد ہوئے تھے۔

۱۷۸۲ء (اپریل) قوقان بیگ خاں کے مربی ذوالفقار الدولہ نجف خاں کی دہلی میں وفات۔

۱۷۸۸ء (۳ جولائی سے قبل) غالب کے دادا قوقان بیگ خاں کی وفات۔

۱۷۹۳ء (تقریباً) غالب کے والد عبداللہ بیگ خاں کی شادی۔ غالب کی والدہ عزت النساء بیگم اکبر آباد (آگرہ) کے رئیس خواجہ غلام حسین کمیدان کی دختر تھیں۔

۱۷۹۵ء (تقریباً) غالب کی بڑی بہن (چھوٹی خانم) کی ولادت۔

۱۷۹۷ء (قبل از ۲۱ ستمبر) غالب کے والد عبداللہ بیگ خاں کی (بہ عہدِ والی اودھ نواب آصف الدولہ آصف لکھنوی) دربارِ اودھ (لکھنؤ) میں ملازمت۔

۱۷۹۷ء (۲۱ ستمبر) غالب کے والد کے مربی والی اودھ نواب آصف الدولہ کی لکھنؤ میں وفات۔ (سالِ وفات ہجری ۱۲۱۲ھ)

کتابیات پہلا باب

۱۔ دیوانِ غالب کامل نسخۂ رضا۔ تاریخی ترتیب سے ص ص ۱۰۰ تا ۱۰۲

۲۔ عیارِ غالب ص ۹۔

۳۔ ذکرِ غالب ص ص ۲۱ تا ۲۳۔

۴۔ احوالِ غالب ص ۴۳۔

۵۔ فسانۂ غالب ص ص ۱۱ تا ۱۵، ۱۰۶ تا ۱۰۷

۶۔ غالب: غلام رسول مہر ص ص ۳۰ تا ۴۱

۷۔ غالب کی آپ بیتی ص ص ۱۷ تا ۱۸

۸۔ غالب درونِ خانہ ص ص ۱۰ تا ۳۴

۹۔ یادگارِ غالب ص ص ۹ تا ۱۲

۱۰۔ پنج آہنگ مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالب ص ۱۵۴ (مکتوبِ غالب بہ نام مولوی سراج الدین احمد)

۱۱۔ اردوئے معلیٰ حصہ ۱ طبع اول ص ۳۵

۱۲۔ انتخابِ یادگار حصہ ۲ ص ۲۴۰

۱۳۔ غالب کے خطوط جلد ۳ ص ۱۱۳۸ (خط ۳۴۶)

۱۴۔ تذکرۂ ماہ و سال ص ص ۶۹، ۳۸۵

۱۵۔ اوراقِ معانی ص ۱۳۳ (مکتوبِ غالب بہ نام سراج الدین احمد)

۱۶۔ مہرِ نیم روز مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالب ص ۲۶۷ "خطابِ زمین بوس" ص ۲۶۷

۱۷۔ مہرِ نیم روز (اردو ترجمہ) ص ۷۸

۱۸۔ دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی) مقدمہ ص ص ۲ تا ۳

۱۹۔ مقالات و نشریات ص ص ۳۱۴ تا ۳۱۷

۲۰۔ انتخابِ غزلیاتِ ناسخ ص ۷

۲۱۔ بہادر شاہ ظفر: ڈاکٹر اسلم پرویز ص ۳۸

۲۲۔ تواریخ نادرالعصر: منشی نول کشور۔ متن ص ص ۶۹ تا ۷۲ (بہ سلسلۂ والیِ اودھ نواب آصف الدولہ آصفؔ لکھنوی)

دوسرا باب

غالبؔ کی ولادت اور ابتدائی زندگی

۱۷۹۷ء (چہارشنبہ ۲۷ دسمبر)	مرزا اسداللہ خاں غالبؔ کی اپنی ننہال آگرہ میں چہارشنبہ ۸ رجب ۱۲۱۲ھ کو ولادت
۱۷۹۹ء (اواخر)	غالبؔ کے چھوٹے بھائی یوسف علی بیگ خاں (مرزا یوسف) کی ولادت (سنہ ولادت ہجری ۱۲۱۴ھ)۔
۱۸۰۲ء	غالبؔ کے والد مرزا عبداللہ بیگ خاں کی ریاست الور کی ملازمت میں وفات اور راج گڑھ میں تدفین۔ غالبؔ اور اُن کے بھائی مرزا یوسف کا اپنے چچا نصراللہ بیگ کی سرپرستی میں آنا۔
۱۸۰۳ء	غالبؔ کے چچا نصراللہ بیگ مرہٹوں کی طرف سے آگرے کے قلعہ دار تھے۔ نصراللہ بیگ نے ۱۸۰۳ء میں شہر آگرہ لارڈ لیک کے حوالے کر دیا۔ اس پر نصراللہ بیگ سترہ سو روپے کے مشاہرے پر انگریزی فوج میں چار سو سواروں کے رسالدار مقرر ہوئے۔
۱۸۰۶ء (غالباً اپریل)	غالبؔ کے چچا نصراللہ بیگ کی وفات (نصراللہ بیگ نواب احمد بخش خاں والیٔ فیروز پور جھرکا و لوہارو کے بہنوئی تھے۔)

۱۸۰۶ء (۴ مئی)	احمد بخش خاں کی سفارش پر برٹش سرکار کی جانب سے نصراللہ بیگ کے پس ماندگان مرزا غالب و مرزا یوسف وغیرہ کا دس ہزار روپے سالانہ کا وظیفہ مقرر ہونا۔ (پہلا حکم نامہ)
۱۸۰۶ء (۷ جون)	وظیفے کی رقم کا دس ہزار سے گھٹ کر پانچ ہزار ہونا جس میں سے غالب کا حصہ مبلغ سات سو پچاس روپے سالانہ مقرر ہوا۔
۱۸۰۶ء (نومبر)	مغل حکمراں جلال الدین شاہ عالم ثانی آفتاب کی وفات اور ان کے بعد معین الدین اکبر شاہ ثانی شعاع کی تخت نشینی

کتابیات۔ دوسرا باب

۱۔ دیوانِ غالب کامل۔ نسخۂ رضا۔ تاریخی ترتیب سے ص ص ۱۰۲ تا ۱۰۴
۲۔ اردوے معلیٰ حصہ ۱ طبع اول ص ص ۳۵ تا ۳۶ (مکتوبِ غالب بہ نام ذکا)
۳۔ احوالِ غالب ص ۴۴
۴۔ کلیاتِ نثرِ غالب ص ص ۱۵۴ تا ۱۵۵
۵۔ فسانۂ غالب ص ص ۱۱ تا ۱۲، ۳۸ تا ۵۱ نیز ۱۰۷
۶۔ این ایڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا (انگریزی) میں ۶۹۵
۷۔ ذکرِ غالب ص ص ۲۹ تا ۳۲
۸۔ عیارِ غالب ص ص ۹ تا ۱۰
۹۔ تذکرۂ ماہ و سال ص ص ۲۱۵، ۲۲۰
۱۰۔ غالب کی آپ بیتی ص ۱۸
۱۱۔ غالب: غلام رسول مہر ص ص ۲۲ تا ۲۴۔
۱۲۔ یادگارِ غالب ص ۹
۱۳۔ دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی) مقدمہ ص ۴
۱۴۔ مقالات و نشریات ص ص ۳۱۷ تا ۳۱۸
۱۵۔ غالب اور انقلاب ستاون ص ۱۲۰

تیسرا باب

غالبؔ کی ادبی زندگی۔ ابتدائی دور

۸۰-۱۸۰۷ء (تقریباً) اپنے مولد آگرہ میں مرزا اسداللہ خاں کی شاعری کا آغاز۔ ابتدائی تخلص "اسدؔ"۔ وہ شاعری میں کسی استاد کے شاگرد نہ تھے۔ تذکرۂ گلستانِ بے خزاں میں نظیرؔ اکبرآبادی سے شاعری میں مرزا صاحب کے تلمذ کی روایت کسی اور دوسرے ہم عصر تذکرہ نگار کی تائید و تصدیق سے محروم ہے۔ مولانا حسرتؔ موہانی اور شیخ محمد اکرام جیسے بعد کے اہلِ قلم نے تذکرۂ گلستان بے خزاں کی اس ضعیف بلکہ وضعی روایت کو نقل ضرور کیا ہے۔

۱۸۱۰ء مولوی محمد معظم کے مکتب (آگرہ) میں غالبؔ کا زیرِ تعلیم ہونا۔

۱۸۱۰ء (شنبہ ۱۸؍ اگست/۷؍ رجب ۱۲۲۵ھ) نواب الٰہی بخش خاں معروفؔ دہلوی کی گیارہ سالہ بیٹی امراؤ بیگم سے دہلی میں تیرہ سالہ غالبؔ کا عقد۔

۱۸۱۰ء (جمعہ ۲۱؍ ستمبر) میر تقی میرؔ کی بہ وقت شام بہ مقام لکھنؤ (۲۰؍ شعبان ۱۲۲۵ھ کو) وفات۔

۱۳-۱۸۱۲ء اپنے مولدِ آگرہ سے دہلی میں غالبؔ کی منتقلی اور دہلی میں مستقل قیام۔ غالبؔ کی ادبی زندگی کے لیے ان کا

قیام دہلی بہت اہم واقعہ ہے۔

۱۸۱۴ء تا ۱۸۱۷ء — کسی بھی سال غالب کے بھائی مرزا یوسف (متولد اواخر ۱۷۹۹ء) کی لاڈو بیگم (متولد ۱۸۰۲ء) سے شادی۔

۱۶۔۱۸۱۵ء (۱۲۳۱ھ) — غالب کی دست یاب ہونے والی مہروں میں سے قدیم ترین مہر: "اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ ۱۲۳۱ھ" نیز دوسری مُہر: "اسد اللہ الغالب ۱۲۳۱ھ"

۱۸۱۶ء (۱۲۳۱ھ) — اسد کے ساتھ ۱۲۳۱ھ سے "غالب" تخلص اختیار کرنا۔

۱۸۱۶ء (۱۱ر جون) — دیوانِ اردو (قلمی نسخہ بہ خطِ غالب) کی کتاب کی تاریخ (سہ شنبہ ۱۴ر رجب ۱۲۳۱ھ ؟)۔

۱۸۱۸ء تا ۱۸۲۰ء (۱۲۳۴ھ تا ۱۲۳۶ھ) دہلی میں ایک ڈومنی سے غالب کا عشق۔

۱۸۲۱ء (یکم نومبر/ ۵ صفر ۱۲۳۷ھ) دیوان غالب (نسخۂ حمیدیہ) کی تکمیل۔

۲۳-۱۸۲۲ء — غالب کی تیسری مُہر: "محمد اسد اللہ خاں ۱۲۳۸ھ"

۱۸۲۳ء (۳ر مئی) — غالب کے سگے چچیا خسر نواب احمد بخش خاں پر قاتلانہ حملہ جس میں وہ زخمی تو ہوئے مگر جان بچ گئی۔

۲۵-۱۸۲۴ء (۱۲۴۰ھ) غلام ہمدانی مصحفی کی لکھنؤ میں وفات

۱۸۲۵ء — غالب کی خاندانی پنشن میں حصہ دار خواجہ حاجی کی وفات

۱۸۲۵ء (تقریباً جون) — غالب کا خاندانی پنشن کے سلسلے میں اپنے چچیا خسر نواب احمد بخش خاں سے ملنے کی خاطر سفر فیروز پور جھرکا پر نکلنا۔

۱۸۲۵ء (غالباً اکتوبر) غالب کے چھوٹے بھائی مرزا یوسف کی شدید علالت اور دیوانگی کا آغاز۔

۱۸۲۵ء (نومبر) — نواب احمد بخش خاں کے ہمراہ غالب کا سفر بھرت پور

۱۸۲۵ء (۱۸ر دسمبر کے بعد) نواب احمد بخش خاں کے ساتھ غالب کا قیام فیروز پور جھرکا۔

۱۸۲۶ء غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب پنج آہنگ کی آہنگِ اوّل کا زمانۂ تحریر (۱۸؍ جنوری کے آس پاس)۔

۱۸۲۶ء (جنوری۔ فروری) پنج آہنگ کی آہنگِ دوم کا زمانۂ تحریر۔

۱۸۲۶ء (آغازِ سال تا اواخرِ ستمبر) نوابؔ احمد بخش خاں کے ساتھ غالبؔ کا قیام فیروز پور جھرکا۔

۱۸۲۶ء (اوائلِ اکتوبر) (براہِ فرخ آباد) غالبؔ کی سفرِ کان پور پر روانگی۔

۱۸۲۶ء (۱۲۴۲ھ) غالبؔ کے حقیقی خسر نواب الٰہی بخش خاں معروفؔ کی دہلی میں وفات۔

۱۸۲۶ء (۱۳؍ اکتوبر) نواب احمد بخش خاں کی ریاستِ فیروز پور جھرکا اور لوہارو کی حکومت سے اپنے فرزند نواب شمس الدین احمد خاں کے حق میں دست برداری۔

۱۸۲۶ء سفرِ کلکتہ کی مسافرت میں غالبؔ کا لکھنؤ پہنچ کر مہینوں قیام کرنا۔

۱۸۲۷ء (جمعہ ۲۲؍ جون) لکھنؤ سے سفرِ کلکتہ کے لیے (۲۶؍ ذی قعدہ ۱۲۴۲ھ کو) غالبؔ کی روانگی۔

۱۸۲۷ء (۲۵؍ جون) غالبؔ کا ورودِ کان پور

۱۸۲۷ء (۲۳؍ ستمبر تا ۲۲؍ اکتوبر) نواب احمد بخش خاں کی خبرِ وفات غالبؔ کو سفرِ کلکتہ کے دوران مرشد آباد میں ملی۔

کتابیات تیسرا باب

۱۔ یادگارِ غالب ص ص ۱۰۳ تا ۱۰۴
۲۔ تذکرۂ گلستانِ بے خزاں ص ۱۷۱
۳۔ تذکرۂ شعرا: حسرت موہانی ص ۲ ۱۲
۴۔ غالب نامہ: شیخ محمد اکرام ص ۲۵ (کتاب)
۵۔ دیوانِ غالب کامل: کالی داس گپتا رضا ص ص ۱۰۴ تا ۱۰۸
۶۔ فسانۂ غالب ص ص ۱۲ و بہ بعد
۷۔ ذکرِ غالب ص ص ۳۶ تا ۴۳، ۴۳ تا ۴۴، ۱۶۲ تا ۱۶۳
۸۔ غالب: غلام رسول مہر ص ص ۲۸ تا ۳۰
۹۔ دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی) مقدمہ ص ص ۳، ۱۲ تا ۱۵
۱۰۔ کلیاتِ غالب (فارسی نظم طبع ۱۸۶۳ء) ص ۴
۱۱۔ خطوطِ غالب کا تحقیقی مطالعہ ص ص ۲۰۹ تا ۲۱۰
۱۲۔ ادبی مقالے ص ۱۵ (بہ سلسلۂ تاریخِ وفاتِ میر)
۱۳۔ رسالہ نیا دور لکھنؤ اودھ نمبر ۲ فروری۔ مارچ ۱۹۹۴ء ص ۹۴ (مقالۂ ڈاکٹر کاظم علی خاں: "اودھ میں اردو شاعروں کی آخری آرام گاہیں")
۱۴۔ تذکرۂ ماہ و سال ص ص ۴، ۸۵، ۲۶۲، ۲۵، نیز ۳۲۷
۱۵۔ رسالہ غالب نامہ نئی دہلی جولائی ۱۹۸۴ء ص ص ۲۱۲ تا ۲۱۴ (مقالۂ کاظم علی خاں)
۱۶۔ ہماری زبان نئی دہلی یکم مارچ ۱۹۸۰ء ص ص ۱ تا ۲ (مقالۂ کاظم علی خاں)
۱۷۔ مقالات و نشریات ص ص ۳۱۷ تا ۳۲۳
۱۸۔ غالب۔ درونِ خانہ ص ص ۵۱ تا ۹۰

چوتھا باب

غالبؔ کا سفرِ کلکتہ

۱۸۲۸ء (۲۰ فروری/اوائلِ شعبان ۱۲۴۳ھ کے آس پاس) غالبؔ کا ورودِ کلکتہ۔ (سفرِ کلکتہ غالبؔ نے اپنی پنشن میں اضافے کی غرض سے کیا تھا۔) کلکتہ پہنچتے ہی غالبؔ کو کرایے کا ایک مکان مل گیا۔ یہ مکان شملہ بازار (متصل چیت بازار) میں گزو تالاب (کذا۔ گول تالاب) کے نزدیک میر احمد سوداگر کی حویلی میں واقع تھا۔

۱۸۲۸ء (۲۲ فروری) ہگلی (کلکتہ) میں نواب سید علی اکبر خاں طبا طبائیؒ سے غالبؔ کی ملاقات۔ نواب صاحب کلکتے کے باثر لوگوں میں تھے اور وقف امام باڑا ہگلی کے منتظم و متولی تھے۔ نواب علی اکبر خاں طباطبائیؒ در اصل غلام حسین خاں طباطبائیؒ (صاحبِ سیر المتاخرین) کے ایسے دانش ور کے خاندان کے ایک علم دوست و مہذب شخص تھے اور انھوں نے کلکتے میں غریب الدیار غالبؔ کی ہم نوائی بلکہ سرپرستی فرمائی تھی۔

۱۸۲۸ء (۲۸ اپریل) کلکتے میں غالب کی پنشن کے مقدمے کا آغاز۔

۱۸۲۸ء (یکم جون) کلکتے کے مدرسے میں منعقد ہونے والے ایک مشاعرے میں غالبؔ کی شرکت۔

۱۸۲۸ء (۸ جون) کلکتے کے ایک اور مشاعرے میں غالب کی شرکت جہاں انھوں نے رئیسِ ہرات کے وکیل مرزا حسین علی سے اپنے فارسی کلام پر داد پائی مگر کلکتے میں حامیانِ قتیل نے غالب کے فارسی کلام پر اعتراض بھی کیے

۱۸۲۸ء (۱۵ جون) غالب کلکتے کے ایک اور مشاعرے میں شریک ہوئے اور انھوں نے اپنے معترضین کو جوابات دیے

۱۸۲۸ء (۱۱ ستمبر) غالب کے منتخب اردو و فارسی کلام کے مجموعے "گلِ رعنا" کی ترتیب و تدوین کی تکمیل۔ یہ انتخاب خود غالب نے کلکتے میں اپنے ایک دوست مولوی سراج الدین احمد کی فرمائش پر کیا تھا۔ مولوی سراج الدین احمد کے اجمالی حالات "متفرقات غالب" اور "بزم غالب" میں موجود ہیں۔ "گلِ رعنا" کے اوراق میں غالب کا ستمبر ۱۸۲۸ء تک کا منتخب اردو و فارسی کلام موجود و محفوظ ہے "گلِ رعنا" کا متن برس ہا برس تک گوشۂ گم نامی میں رہا اور محض اس کے دیباچہ و خاتمہ کی فارسی عبارتیں ہی غالب کی فارسی نثر کی کتاب "پنج آہنگ" کی مختلف اشاعتوں کے وسیلے سے ادبی حلقوں میں متعارف رہیں۔ مولانا حسرت موہانی نے "گلِ رعنا" کا منظوم اردو متن جزوی طور پر اپنی شرحِ دیوانِ غالب ۱۹۰۵ء میں (شائد پہلی بار) پیش کیا تھا اب ہندوستان و پاکستان میں "گلِ رعنا" کے قلمی نسخے دست یاب ہو کر چھپ چکے ہیں۔ ہندوستان میں اسے مالک رام نے مئی ۱۹۷۰ء میں شائع کیا تھا۔

غالب کی ذہنی، فکری اور ادبی زندگی میں سفر کلکتہ کی
اہمیت پر متعدد اہل قلم لکھ چکے جن میں پروفیسر مسعود حسن
رضوی ادیب، مالک رام سید اکبر علی ترمذی اور پروفیسر
سید احتشام حسین کے نام شامل ہیں۔

۱۸۲۹ء (۱۶ر فروری) گورنر جنرل کے دربار (کلکتہ) میں غالب کی شرکت۔
۱۸۲۹ء (یکم اگست) گورنر جنرل کے دربار (کلکتہ) میں غالب کی شرکت۔
۱۸۲۹ء (۲۱/۲۶ر اگست) غالب کی کلکتے سے (براہ باندہ) دہلی کے لیے روانگی
۱۸۲۹ء (۳۰ر اکتوبر) باندہ میں غالب کی آمد
۱۸۲۹ء (۷ر نومبر) دہلی کے لیے غالب کی باندہ سے روانگی۔
۱۸۲۹ء (۲۹ر نومبر) سفر کلکتہ سے غالب کی دہلی واپسی غالب کے قیام
کلکتہ کی مدت (فروری ۱۸۲۸ء سے اگست ۱۸۲۹ء
تک) کم و بیش ڈیڑھ سال رہی۔ یہ سفر انھوں نے
پنشن میں اضافے کے جس مقصد سے کیا اس میں
وہ بُری طرح ناکام رہے۔ مالی اعتبار سے اس سفر
نے غالب کو قرضوں کے مزید اضافے سے زیر بار
کیا۔ اس طول طویل سفر نے انھیں بے شمار پریشانیوں
تکلیفوں اور صدموں سے دوچار کیا۔ لیکن ان تمام
منفی پہلوؤں کے باوجود غالب کے لیے سفر کلکتہ
کئی اعتبار سے سودمند بھی ثابت ہوا۔ اس سفر کی بدولت
وہ ہندوستان کے جن مختلف دیار و امصار میں
طرح طرح کے نئے نئے تجربات سے دوچار ہوئے
ان میں فیروز پور جھرکا، کان پور، لکھنؤ، الہ آباد، بنارس
اور کلکتہ جیسے مقامات شامل ہیں۔ اس سفر کے دوران

ہندوستان کے مختلف شہروں میں غالبؔ نے متعدد
مخلص دوستوں کی رفاقت و ہم نوائی حاصل کی۔ اس سفر
کے دوران غالبؔ کے ذہنی اور فکری افق میں جن نئے ابعاد
کا اضافہ ہوا انھوں نے غالبؔ کی فکر و نظر کو نئی وسعتوں
سے ہم کنار کیا۔ اس سفر میں غالبؔ اس نئی مغربی زندگی سے
متعارف ہوئے جو انگریزی حکومت کے زیرِ سایہ دیارِ
کلکتہ کو نئے نئے نظریات و تصورات سے معمور کر رہی
تھی۔ اس سفر میں غالبؔ نے کلکتے میں "جو چہل پہل دیکھی،
جو عمارتیں دیکھیں، جو حسین و جمیل عورتیں دیکھیں، جو ایک نیا
بنتا ہوا تمدن دیکھا" اس نے نوجوان غالبؔ کا دل موہ لیا۔
کلکتے میں غالبؔ کو سائنس کی ان حیرت زائیوں اور برکتوں
کو دیکھنے کا موقع ملا جو انسان کی زندگی میں حسن و قوت
پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ انھوں نے اس شہر میں
جو اسٹیم انجن، ٹیلی فون، ریلوے اور بجلی کے کرشمے دیکھے
وہ کم سے کم ان کے دور میں دہلی کے لوگوں کے لیے نئے
تھے۔ غالبؔ کلکتے سے ایسے خیالات و تصورات ضرور لائے
جو بقول سید احتشام حسین ان کے دہلی کے حریفوں اور
ہم عصروں کی "سرحدِ ادراک" سے بھی پرے یا دور تھے
ان نئے تصورات نے غالبؔ کی ادبی تخلیقات کو جس طرح
متاثر کیا اس کے بارے میں اہل قلم لکھتے رہے ہیں۔
اس سفر کے دوران غالبؔ کی تصنیفی زندگی میں جو متعدد
ادبی آثار معرضِ وجود میں آئے ان کا تفصیلی جائزہ لینے
کی ضرورت ہے۔

کتابیات۔ چوتھا باب

۱۔ ذکرِ غالب ص ص ۶۳ تا ۷۷

۲۔ فسانۂ غالب ص ص ۱۴ و بہ بعد

۳۔ دیوانِ غالب کامل ص ص ۱۰۸ تا ۱۱۰

۴۔ غالب درونِ خانہ ص ص ۸۶ تا ۹۰

۵۔ متفرقاتِ غالب ص ص ۸ تا ۲۴

۶۔ بزمِ غالب ص ص ۱۹۱ تا ۱۹۲

۷۔ گلِ رعنا: مرتبہ مالک رام (مقدمہ)

۸۔ مقالات و نشریات ص ص ۲۳۱ تا ۲۴۳

۹۔ غالب نامہ نئی دہلی جولائی ۱۹۸۴ء ص ص ۲۱۵ تا ۲۱۸۔ (مقالۂ کاظم علی خاں "پنج آہنگ کا تحقیقی مطالعہ")

۱۰۔ تنقید اور عملی تنقید: پروفیسر سید احتشام حسین (مقالہ: "غالب کا تفکر" ص ص ۸۰ تا ۸۶۔

۱۱۔ انگریزی کتاب "پرشین لیٹرس آف غالب": مرتبہ سید اکبر علی ترمذی انگریزی انٹروڈکشن ص ص ۱۴ تا ۱۶، ۲۳ تا ۲۴، ۵۵ تا ۵۶ (بہ شکریہ ڈاکٹر ناصر علی مرزا۔ کلکتہ)

پانچواں باب

غالبؔ کی اقتصادی پریشانیاں اور ادبی سرگرمیاں

۱۸۳۰ء (۱۶، اگست) آگرے میں نظیر اکبر آبادی کی وفات

۱۸۳۱ء (۲۷، جنوری) غالبؔ کی پنشن کا مقدمہ خارج ہوا (بعد کو ۱۸۴۴ء میں ان کی اپیل بھی خارج ہوئی تھی)

۱۸۳۲ء (تقریباً) نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ سے پہلے پہل غالبؔ کی جان پہچان

۱۸۳۳ء (۱۶، اپریل) دیوانِ غالبؔ اردو متداول (قلمی نسخہ) کی ترتیب

۱۸۳۵ء (۲۲، مارچ) دہلی میں برٹش سرکار کے ایجنٹ ولیم فریزر کا قتل اور خلفِ نواب احمد بخش خاں شمس الدین خاں کے ملازم کریم خاں کی اس قتل کے الزام میں گرفتاری۔

۱۸۳۵ء (۸، اپریل) نواب شمس الدین خاں کی ولیم فریزر کے قتل کے الزام میں گرفتاری۔

۱۸۳۵ء (۲۹، اپریل) دیوانِ غالبؔ فارسی "مے خانۂ آرزو سرانجام" کے نام سے مرتب ہوا (زمانۂ ترتیب ۱۰ مئی ۱۸۳۴ء تا ۲۹، اپریل ۱۸۳۵ء)

۱۸۳۵ء (۲۶، اگست) نواب شمس الدین خاں کے ملازم کریم خاں کو بہ جرمِ قتلِ ولیم فریزر پھانسی کی سزا

۱۸۳۵ء (۸، ستمبر) نواب شمس الدین خاں کو اعانتِ مجرمانہ کے الزام

میں پھانسی کی سزا۔ علاقۂ فیروز پور جھرکا برٹش سرکار نے ضبط کرلیا۔ اس کے بعد غالبؔ کی پنشن ریاست لوہارو کے بجائے برٹش سرکار کے خزانے (دہلی) سے ملنے لگی۔ غالبؔ کی یہ پنشن ساڑھے سات سو روپے سالانہ اور باسٹھ روپے آٹھ آنے ماہانہ تھی۔

۱۸۳۵ء — فارسی نثر میں غالبؔ کی کتاب پنج آہنگ کی آہنگ سوم کا ایک قدیم قلمی نسخہ تیار ہوا۔

۱۸۳۷ء (مئی) — دہلی کے ایک شراب فروش کی ڈگری کی رقم ڈھائی سو روپے ادا نہ کرنے پر غالبؔ گرفتار ہو کر ناظر کے مکان میں قید ہوئے۔ نواب امین الدین خاں نے رقم ادا کر کے غالبؔ کو رہا کرایا۔ (یہ تفصیلات اخبار جامِ جہاں نما کلکتہ ۷ جون ۱۸۳۷ء کی خبر پر مبنی ہیں)

کتابیات۔ پانچواں باب

۱۔ تذکرۂ ماہ و سال ص ۳۹۳

۲۔ دیوانِ غالب کامل ص ص ۱۱۰ تا ۱۱۱

۳۔ ذکرِ غالب ص ص ۷۲ تا ۷۸، ۸۷، ۱۴۳، ۱۵۳

۴۔ غالب نامہ نئی دہلی۔ جولائی ۱۹۸۴ء ص ۲۱۵ (مقالہ کاظم علی خاں)

چھٹا باب

لال قلعہ دہلی کی ملازمت سے قبل احوالِ غالب

عہدِ بہادر شاہ ظفر میں

۱۸۳۷ء (۲۸ ستمبر) مغل حکمراں معین الدین اکبر شاہ ثانی شجاع کی دہلی میں وفات

۱۸۳۷ء (اواخر ستمبر) مغل فرماں روا سراج الدین بہادر شاہ ظفر کی دہلی میں تخت نشینی۔

۱۸۳۸ء (پنج شنبہ ۱۶ اگست) غالب کے فارسی خطوط کے مکتوب الیہ ناسخ کی لکھنؤ میں وفات۔

۱۸۳۸ء (۲۰ نومبر) مغل دربار سے فارسی زبان کا اخراج

۱۸۳۸ء (۲۳ نومبر) حیدرآباد دکن میں شاہ نصیر دہلوی کی وفات

۱۸۳۹ء (۲۷ جون) مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات

۱۸۴۰ء (۳۰ جنوری کے بعد) غالب کی والدہ عزت النساء بیگم کی وفات

۱۸۴۰ء دلی کالج میں مدرس فارسی کے عہدے کی پیش کش اور غالب کا انکار (آبِ حیات میں اس واقعے کا سال ۱۸۴۲ء بتایا گیا ہے)

۱۸۴۱ء (قبل از ۵ اگست) گھر میں جوا خانہ چلانے پر غالب کی گرفتاری اور جرمانہ ادا کر دینے پر رہائی

۱۸۴۱ء (اکتوبر) دیوانِ غالب (اردو متداول) کی مطبع سید الاخبار دہلی سے پہلی اشاعت (تعداد اشعار ۱۰۹۶) یہ دیوان ۱۸۳۳ء میں

مرتب ہو چکا تھا۔

۱۸۴۲ء تا ۱۸۴۴ء گورنر جنرل لارڈ ہلن برا کے عہد میں غالبؔ کو خلعتِ ہفت پارچہ و سہ رقم جواہر کا اعزاز

۱۸۴۴ء وفاتِ میر نظام الدین ممنونؔ دہلوی

۱۸۴۵ء دیوانِ غالبؔ (فارسی موسوم بہ "مے خانۂ آرزو سرانجام") کی مطبع دارالسلام دہلی سے پہلی اشاعت

۱۸۴۷ء (چہار شنبہ ۱۳ جنوری) لکھنؤ میں غالبؔ کے پسندیدہ شاعر خواجہ حیدر علی آتشؔ کی وفات۔ غالبؔ نے اپنے ایک اردو خط (عودِ ہندی طبع اول ص ص ۴۵ تا ۴۶) میں آتشؔ کی تعریف کی ہے۔

۱۸۴۷ء شاگردِ غالبؔ زین العابدین خاں عارفؔ دہلوی کے بڑے بیٹے باقر علی خاں کاملؔ کی ولادت۔ باقر علی خاں کاملؔ غالبؔ کے اردو خطوط کے مکتوب الیہ ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ غالبؔ دراصل کاملؔ کے والد عارفؔ کے سگے خالو تھے۔

۱۸۴۷ء (مئی) دیوانِ غالبؔ (اردو) کی مطبع دارالسلام دہلی سے اشاعت۔ یہ دیوان کا دوسرا اڈیشن ہے۔ تعدادِ اشعار ۔ ۱۱۵۸۔

۱۸۴۷ء (۲۵ مئی) گھر پر جوا خانہ قائم کرنے پر غالبؔ کی گرفتاری اور قید کی سزا۔

۱۸۴۸ء (۹ مارچ) غالبؔ کے معلوم و موجود مطبوعہ اردو خطوط میں پہلا اردو خط (بہ نام منشی نبی بخش حقیرؔ) تحریر کیا گیا۔

۱۸۴۹ء، شنبہ ۴ اگست: غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب پنج آہنگ طبع اول کی مطبع سلطانی لال قلعہ دہلی سے اشاعت جس میں بہادر شاہ ظفرؔ کے وزیر حکیم احسن اللہ خاں کی مدد شامل تھی۔

۱۸۵۰ء: زین العابدین خاں عارفؔ کے چھوٹے بیٹے حسین علی خاں شاداںؔ کی ولادت۔ غالبؔ دراصل شاداںؔ کے والد عارفؔ کے سگے خالو تھے۔

کتابیات چھٹا باب

۱۔ تذکرۂ ماہ وسال ص ص ۲۲۰، ۴۴۶، ۳۹۰

۲۔ این ایڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا ص ۵۲۳ (انگریزی)

۳۔ بہادر شاہ ظفر: ڈاکٹر اسلم پرویز ص ص ۴۴ تا ۴۵

۴۔ دیوانِ غالب کامل ص ص ۲۲۷، ۱۱۲ تا ۱۱۴

۵۔ ادبی مقالے ص ص ۷، ۷، ۱۴۳

۶۔ ذکر غالب ص ص ۸۸ تا ۹۳، ۱۵۳

۷۔ فسانۂ غالب ص ص ۱۶ تا ۱۷

۸۔ انتخابِ صبا ص ۹

۹۔ انتخابِ غزلیاتِ ناسخ ص ۱۵

۱۰۔ دبستانِ آتش ص ۵۲

۱۱۔ خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی۔ حیات اور کارنامے ص ۱۱۵

۱۲۔ تلامذۂ غالب ص ص ۳۹۱ تا ۳۹۳

۱۳۔ بزمِ غالب ص ص ۳۱۷ تا ۳۱۹

۱۴۔ غالب درونِ خانہ ص ص ۴۶، ۵۰ تا ۱۰۶، ۲۸۴، ۲۹۵

۱۵۔ خطوطِ غالب کا تحقیقی مطالعہ ص ص ۹۸، ۱۰۰ (کامل بہ حیثیتِ مکتوب الیہِ غالب)

۱۶۔ اردوئے معلیٰ حصہ ۱ طبع اول ص ص ۳۲۱ تا ۳۲۲ (کامل کے نام

۱۸۵۲-۵۳ء غالبؔ کی پانچویں مہر

یا اسد اللہ الغالب
۱۲۶۹ھ

۱۸۵۳ء (اپریل) پنج آہنگ طبع ثانی کی مطبع دارالسلام دہلی سے دوسری اشاعت

۱۸۵۳ء (۲۰ دسمبر) غالب کی بڑی اور آخری پھوپھی کی وفات

۱۸۵۴ء شاگردِ غالبؔ مولانا الطاف حسین حالیؔ پہلی بار دہلی آئے مگر ۱½ سال بعد پانی پت واپس ہو گئے۔

۱۸۵۴ء (اکتوبر) غالبؔ کے ہم زلف غلام حسین خاں مسرورؔ کی وفات۔ مسرورؔ دراصل عارفؔ دہلوی کے والد تھے

۱۸۵۴ء (وسطِ نومبر) بہادر شاہ ظفرؔ کے استاد شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ دہلوی کی وفات

۱۸۵۴ء (جمعہ ۲۴ نومبر) غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب مہرِ نیم روز کی فخر المطابع دہلی سے پہلی اشاعت

۱۸۵۵ء (۴ جون) غالبؔ کی زوجہ امراؤ بیگم کی بڑی بہن (والدۂ عارفؔ دہلوی) کی وفات

۱۸۵۵ء (۶ اکتوبر) وفات میر مظفر حسین ضمیرؔ لکھنوی۔ میر ضمیرؔ نے ایک بار دربارِ اودھ میں بادشاہ کے سامنے غالبؔ کا ایک قصیدہ پڑھ کر سنایا تھا۔

۱۸۵۶ء (پنج شنبہ ۷ فروری) غالبؔ کے ممدوح و مربی سلطانِ عالم واجد علی شاہ اخترؔ لکھنوی (فرماں روائے اودھ) کی حکومت کا خاتمہ اور صوبۂ اودھ کا برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی

سرکار سے الحاق۔

۱۸۵۶ء (پنج شنبہ ۱۳ر مارچ) معزول تاج دارِ اودھ واجد علی شاہ اختؔر کی لکھنؤ سے (پنج شنبہ پانچویں رجب ۱۲۷۲ھ کو) کلکتہ روانگی۔

۱۸۵۶ء (۱۰ر جولائی) بہادر شاہ ظفؔر کے ولی عہد اور غالبؔ کے شاگرد مرزا فتح الملک بہادر غلام فخرالدین عرف مرزا فخرو رمزؔ دہلوی کی وفات۔

۱۸۵۶ء (۴ر ستمبر تا ۳۱ر دسمبر) غالبؔ کی منظوم تصنیف "قادر نامہ" کی مطبع سلطانی لال قلعہ دہلی سے (۱۲۷۲ھ میں) پہلی اشاعت

۱۸۵۷ء (۲۸ر جنوری) غالبؔ نے مولانا فضل حق خیر آبادی کی تحریک پر والی رام پور نواب محمد یوسف علی خاں ناظمؔ رام پوری کی خدمت میں قصیدہ بھیجا۔

۱۸۵۷ء (۵ر فروری) غالبؔ نواب یوسف علی خاں ناظمؔ والی رام پور کے استاد مقرر ہوئے۔

۱۸۵۷ء (مارچ۔اپریل) والیِ رام پور نواب یوسف علی خاں ناظمؔ کے نام غالبؔ کے بعض رازدارانہ خطوط کا زمانۂ تحریر۔ یہ خطوط پڑھنے کے بعد تلف کر دیئے گئے تھے۔

کتابیات۔ ساتواں باب

۱۔ غالب اور شاہانِ تیموریہ ص ص ۳۲ تا ۳۴، ۴۵ تا ۵۶

۲۔ دیوانِ غالب کامل ص ص ۱۱۴ تا ۱۱۸

۳۔ دو ماہی رسالہ اکادمی لکھنؤ۔ مارچ ۱۹۸۲ء ص ص ۶۱ تا ۶۴ (مقالہ "کاظم علی خاں": مہر نیم روز۔ تحقیق کی روشنی میں")

۴۔ ذکرِ غالب ص ص ۹۵ تا ۹۷

۵۔ ہماری زبان نئی دہلی۔ یکم ستمبر ۱۹۸۱ء ص ۱ (مقالہ کاظم علی خاں)

۶۔ ہماری زبان نئی دہلی۔ یکم نومبر ۱۹۸۱ء ص ص ۱ تا ۲ (مقالہ کاظم علی خاں)

۷۔ کلیاتِ غالب (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء ص ص ۱۰۲ تا ۱۰۸ — (مثنوی ششم)

۸۔ مثنویاتِ غالب (اصل فارسی مع اردو ترجمہ) ص ص ۹۴ تا ۱۱۰

۹۔ رسالہ غالب نامہ نئی دہلی۔ جولائی ۱۹۸۴ء ص ص ۲۰۹ تا ۲۱۰ (مقالہ کاظم علی خاں)

۱۰۔ تلاش و تحقیق ص ۱۵۰

۱۱۔ آغا حجو شرف۔ احوال و آثار ص ص ۱۵۰، ۱۵۲

۱۲۔ سلطانِ عالم واجد علی شاہ ص ۲۷۰

۱۳۔ مقالات و نشریات ص ۱۶

۱۴۔ تحقیقی نوادر: ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری ص ص ۲۵۴ تا ۳۷۴

۱۵۔ بہادر شاہ ظفر: ڈاکٹر اسلم پرویز ص ص ۹۱ تا ۹۹
۱۶۔ تلامذۂ غالب ص ص ۲۱۶ تا ۲۲۱، ۵۱۲ تا ۵۱۶
۱۷۔ مکاتیبِ غالب دیباچہ ص ص ۴۷ تا ۸۰
۱۸۔ قادر نامہ: مرتبہ عبدالقوی دسنوی ص ص ۵ تا ۱۱
۱۹۔ رسالہ نیا دور لکھنؤ۔ اودھ نمبر ۱ ص ۹۱ (مقالۂ ڈاکٹر کاظم علی خاں)

آٹھواں باب

غالب اور انقلاب ۱۸۵۷ء

۱۸۵۷ء (یک شنبہ ۱۰ مئی) میرٹھ میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج کے ہندوستانی سپاہیوں کی بغاوت کا آغاز۔ جیل کے دروازے توڑ کر باغیوں نے قیدیوں کو آزاد کرا دیا۔

۱۸۵۷ء (دوشنبہ ۱۱ مئی) میرٹھ کے باغی فوجیوں نے دہلی کو برٹش سرکار کے قبضے سے رہائی دلائی۔ انگریز افسر قتل ہوئے اور ان کے مکان "تہس نہس" (لوٹے اور برباد) کئے گئے دہلی میں باغیوں کے ہاتھوں قتل کا پہلا واقعہ ایک ہندوستانی عیسائی ڈاکٹر چمن لال کا قتل تھا —— باغیوں نے غالب کے شاگرد وسرپرست مغل فرماں روا بہادر شاہ ظفر کے محل پر یورش کی اور اسی رات بادشاہ کو باغیوں نے اپنی سربراہی کرنے پر مجبور کر دیا۔ دہلی میں باغیوں نے بینک بھی لوٹا۔ دہلی میں برٹش سرکار کے اسلحہ خانے کو باغیوں کے قبضے میں جاتے دیکھ کر انگریز افسروں نے مجبوراً اسے خود ہی برباد کر دیا۔

۱۸۵۷ء (سہ شنبہ ۱۲ مئی) بادشاہ نے عمائد واکابرِ دہلی کو بلا کر شہر میں امن قائم کرنے کی غرض سے ایک مشاورتی انتظامی

کاؤنسل کی تشکیل کی۔ سپاہیوں کے طعام و قیام کے انتظام اور نئے سپاہیوں کی فوج میں بھرتی کے کام کے لیے جو کثیر رقم درکار تھی سرکاری خزانہ اُس سے یک سر خالی تھا۔ دہلی میں شدید "افراتفری" اور بدانتظامی کا دور دورہ تھا۔ امیروں اور حاکموں کے گھر اُن مفسدوں اور بدمعاشوں کی لوٹ مار کا ہدف بنے ہوئے تھے جو انگریزوں کو تلاش کرنے کے بہانے دولت مندوں کے مکانوں کو مال و دولت سے محروم کر رہے تھے۔ شہر دہلی کی دکانیں بند اور تجارتی سرگرمیاں یک سر مفلوج و معطل ہو کر رہ گئی تھیں نئی انتظامی کاؤنسل اس غیر معمولی انتشاری کیفیت پر قابو پانے کی ہمت و صلاحیت سے محروم تھی۔ قیامِ امن کے لیے شاہ ظفر کی اپیل صدا بہ صحرا ثابت ہو رہی تھی۔ بادشاہ ظفر کے فرزند مرزا مغل کو شاہی افواج کا سپہ سالارِ اعظم مقرر کیا گیا اور دوسرے شہزادوں کو فوج کے اعلا عہدوں پر مامور کیا گیا۔ شہزادے خود بادشاہ ہی کی طرح فوج کے نافرماں بردار اور بے قابو سپاہیوں کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت سے عاری ثابت ہو رہے تھے۔ بادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہو کر دہلی کے بازار میں جلوس نکالا تا کہ دُکان دار اور تاجر اپنا کاروبار دوبارہ جاری کریں مگر حالات رو بہ اصلاح نہ ہو سکے۔ سپاہیوں کی چیرہ دستیاں شہر دہلی تک محدود نہ رہیں بلکہ شاہی

قلعے میں مقیم لوگ بھی ان کا شکار ہوئے۔ بوڑھا اور کمزور مغل بادشاہ ظفر اِن امتحانی حالات پر قابو پانے میں کوشش کے باوجود ناکام رہا۔ غالبؔ کی منثور فارسی کتاب دستنبو (مطبوعہ ۱۸۵۸ء) اور ان کے متعدد اردو خطوط میں اِن حالات کا اجمالی ذکر موجود ہے

۱۸۵۷ء (۱۴ر مئی) روزنامچۂ عبداللطیف کے اندراج سے انکشاف ہوتا ہے کہ مغل حکمراں بہادر شاہ ظفر کے دربار میں حاضر ہونے والے لوگوں میں غالبؔ بھی شامل تھے۔ غالبؔ مغل دربار کے ملازم اور شاہ ظفر کے استاد تھے

۱۸۵۷ء (۱۹ر مئی) منشی جیون لال کا بیان ہے کہ اِس روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر منظوم سکے پیش کرنے والے کئی شاعروں کی فہرست میں غالبؔ کا نام بھی شامل تھا

۱۸۵۷ء (۲۶ر مئی روزعید) غالبؔ نے عید کے مبارک موقعے پر شاہ ظفر کی خدمت میں تہنیتی قصیدہ پیش کیا تھا۔

۱۸۵۷ء (۱۳ر جولائی) منشی جیون لال کی رپورٹ اور بعض اخبارات سے انکشاف ہوتا ہے کہ باغیوں کی آگرے کی فتح کے موقعے پر بھی غالبؔ کی جانب سے ایک تہنیتی قصیدہ پیش کیا گیا تھا۔

۱۸۵۷ء (۱۹ر جولائی) برٹش سرکار کے جاسوس گوری شنکر کا بیان ہے کہ ۱۸ر جولائی ۱۸۵۷ء کو اسداللہ خاں غالبؔ نے ایک پرچے پر سکۂ زر لکھ کر مغل دربار میں پیش کیا تھا۔

۱۸۵۷ء (۱۱ر اگست) عبداللطیف کا بیان ہے کہ نجم الدولہ نواب اسداللہ خاں غالبؔ نے ایک قصیدہ لکھ کر بادشاہ ظفر کو

سنایا اور خلعت زیبِ تن کیا۔ یہ شہادتیں اِس بات کا بہ خوبی اثبات کرتی ہیں کہ غالبؔ باغیوں کی جانب داری و مدح سرائی کرنے میں پیش پیش رہے تھے۔ بعد کو غالبؔ نے اپنے اس طرزِ عمل کو اپنی مجبوری بتایا

۱۸۵۷ (۱۰ اگست) باغیوں اور انگریزی افواج کے درمیان معرکہ آرائیاں جاری تھیں۔ دونوں متحارب افواج میں یہ خبریں تھیں کہ بہادر شاہ ظفرؔ کی ملکہ زینت محل اور بعض شہزادے خفیہ طور پر باغیوں کے خلاف انگریز افسروں سے نامہ و پیام کر رہے تھے۔ بادشاہ ظفرؔ کے وزیر اور مغل دربار میں غالبؔ کے طرف دار حکیم احسن اللہ خاں اپنی انگریز دوستی کے لیے باغیوں میں بدنام ہو رہے تھے۔ ۱۸ اگست کو باغیوں نے وزیر احسن اللہ خاں کا مکان بھی نذرِ آتش کر ڈالا۔ غالب کی فارسی نثر کی کتاب دستنبو میں اس واقعے کا ذکر حکیم احسن اللہ خاں سے ہم دردی کے ساتھ موجود ہے۔

۱۸۵۷ (یک شنبہ ۲۰ ستمبر) باغیوں اور انگریزی فوجوں کے درمیان کئی روز کی فیصلہ کن معرکہ آرائیوں کے بعد برٹش سرکار نے دہلی پر دوبارہ اقتدار حاصل کیا۔ غالبؔ کے مربی و شاگرد مغل حکمراں بہادر شاہ ظفرؔ حکومت سے محروم ہو گئے۔ شاہ ظفرؔ نے محل سے فرار ہو کر پہلے تو دہلی کے علاقۂ قطب میں پناہ لی اور بعد میں بادشاہ علاقۂ قطب سے منتقل ہو کر دہلی میں واقع ہمایوں کے مقبرے میں پناہ گزیں ہوئے۔ فاتح برٹش فوج نے دیارِ دہلی اور اس کے

باشندوں پر تباہی اور موت کے دروازے کھولے۔

۱۸۵۷ء (دوشنبہ ۲۱ ستمبر) آخری مغل فرماں روا بہادر شاہ ظفر برٹش فوج کے افسر ہڈسن کے ہاتھوں (نواحِ دہلی میں واقع) ہمایوں کے مقبرے میں گرفتار ہو کر شہر دہلی لائے گئے اور جنگی قیدی کی طرح ایک مکان میں رکھے گئے۔

۱۸۵۷ء (سہ شنبہ ۲۲ ستمبر) ہڈسن نے ہمایوں کے مقبرے کی عمارت میں شاہ ظفر کے فرزندوں کو گرفتار کیا۔ قیدی شہزادے ہڈسن کے ہاتھوں دہلی شہر میں گولیوں سے بھون ڈالے گئے۔

۱۸۵۷ء (ستمبر) دہلی میں برٹش سرکار کا قبضہ ہونے کے بعد مولوی امام بخش صہبائیؔ دہلوی بھی گولی کا نشانہ بنے۔ صہبائیؔ دہلوی غالبؔ کے معاصرین میں تھے۔

۱۸۵۷ء (۱۸ اکتوبر) رات میں غالبؔ کے چھوٹے بھائی مرزا یوسف نے وفات پائی۔ [دہلی میں ۱۸۵۷ء کے اس ہنگامۂ دار و گیر میں غالبؔ نے اپنے آلام و مصائب کا جو بہ تکرار ذکر کیا ہے اُس کے بعض حصوں کے حوالے ڈاکٹر آر۔ سی مجمدار اور سریندر ناتھ سین کے ایسے مؤرخین نے اپنی تاریخ کی کتابوں میں بھی پیش کئے ہیں۔ اس ہنگامے کے نتیجے میں بعد کو غالبؔ کے مربّی بہادر شاہ ظفر (مغل بادشاہ) پر مقدمہ چلایا گیا اور وہ ملک بدر کر کے ہندوستان سے رنگون (برما۔ نیا نام میانمار) بھیجے گئے۔ ان امور کی تفصیل اگلے باب میں آئے گی]

کتابیات۔ آٹھواں باب

۱۔ (انگریزی کتاب) "این ایڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا": آرسی مجمدار وغیرہ
ص ص ۷۶۸، ۷۷۰ تا ۷۷۱

۲۔ (انگریزی کتاب) "ایٹین ففٹی سیون": سریندر ناتھ سین ص ص ۷۰ تا
۷۵، ۹۵ تا ۱۱۸

۳۔ خدنگِ غدر ص ص ۲۸ تا ۵۳، ۶۰ تا ۸۲

۴۔ غالبؔ اور شاہانِ تیموریہ: ڈاکٹر خلیق انجم ص ص ۸۰ تا ۸۴، ۹۲ تا ۹۶

۵۔ بہادر شاہ ظفرؔ: ڈاکٹر اسلم پرویز ص ص ۱۲۰ تا ۱۴۲

۶۔ غالبؔ اور انقلاب ستاون (اس میں غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب
"دستنبو" مع اردو ترجمہ بھی شامل ہے) ص ص ۱۰۲ تا ۱۱۶، ۱۲۸ تا ۱۳۱

۷۔ (دستنبو فارسی۔ طبع ۱۹۶۹ء) ص ص ۵، ۱۲ تا ۱۳، ۲۶ تا ۲۷، ۳۱

۸۔ ذکرِ غالبؔ ص ص ۱۰۰ تا ۱۰۴

۹۔ دیوانِ غالبؔ کامل۔ نسخۂ رضاؔ۔ تاریخی ترتیب سے ص ۱۱۸

۱۰۔ بہادر شاہ ظفرؔ: منشی امیر احمد علوی۔ (لکھنؤ جولائی ۱۹۳۵ء) ص ص ۹۶ تا ۱۱۲

۱۱۔ رسالہ دوماہی اکادمی لکھنؤ۔ مارچ۔ اپریل ۱۹۸۳ء (مقالہ کاظم علی خاں
"دستنبو کا تحقیقی مطالعہ") ص ص ۷۴ تا ۸۱

۱۲۔ دستنبو مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالبؔ۔ کان پور۔ اپریل ۱۸۸۸ء
ص ص ۳۷۷ تا ۴۱۶

۱۳۔ کتاب غالبؔ نامہ: شیخ محمد اکرام ص ص ۱۱۸ تا ۱۲۵

۱۴۔ اٹھارہ سو ستاون (۱۸۵۷) — اخبار اور دستاویزیں: مرتبہ عتیق صدیقی
ص ص ۳۵ تا ۲۷۱

نواں باب

احوالِ غالبؔ و عہدِ غالبؔ بعد از ۱۸۵۷ء

۱۸۵۸ء (چہارشنبہ ۲۷، جنوری) مغل حکمراں پر برٹش سرکار کی جانب سے چلائے جانے والے مقدمے کی کاروائی شروع ہوئی۔

۱۸۵۸ء (۹ مارچ) بہادر شاہ ظفرؔ پر مقدمے کا فیصلہ ہوا۔ ظفرؔ پر بغاوت کا الزام ثابت ہوا۔

۱۸۵۸ء (۷، اکتوبر) بہادر شاہ ظفرؔ سیاسی قیدی کی حیثیت سے ملک بدر ہوکر رنگون (برما یا میانمار) بھیجے گئے۔ غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب "دستنبو" میں معزول مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کی گرفتاری اور مقدمے کا ذکر نہایت اختصار سے کیا گیا ہے۔

۱۸۵۸ء (قبل از ۱۲، نومبر) غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب "دستنبو" کی مطبع مفیدِ خلائق آگرہ سے پہلی اِشاعت جس میں مئی ۱۸۵۷ء سے ۳۰، جولائی ۱۸۵۸ء تک حالات عذر لکھنے میں برٹش سرکار کی مدح اور باغیوں کی قدح کی گئی ہے۔

۱۸۵۸ء (۱۳، نومبر) بہادر شاہ ظفرؔ سیاسی قیدی کی حیثیت سے سفرِ رنگون کے دوران قافلے کے ہمراہ الہ آباد پہنچے۔

۱۸۵۸ء (۱۵، نومبر) شاہ ظفرؔ کی الہ آباد سے رنگون کے لیے روانگی۔

۱۸۵۸ء (۱۹، نومبر) شاہ ظفرؔ کا قافلہ الہ آباد سے مرزا پور پہنچا۔

۱۸۵۸ء (۲۰؍نومبر) شاہ ظفر اسٹیمر سے، کلکتے پہنچے۔

۱۸۵۸ء (۹؍دسمبر) غالبؔ کے مربی بہادر شاہ ظفر سیاسی قیدی کی حیثیت سے رنگون (برما۔ نیا نام میانمار) پہنچے۔

۱۸۵۹ء (قبل از ۱۸؍جون) برٹش سرکار کی جانب سے غالبؔ پر بہادر شاہ ظفر کے لیے سکّہ کہنے کا الزام عائد کیا گیا۔

۱۸۵۹ء (۱۰؍جولائی) والیِ رام پور نواب یوسف علی خاں ناظمؔ کی خدمت میں مستقل وظیفے کے سلسلے میں غالبؔ نے درخواست ارسال کی۔ اسی مہینے سے دربار رام پور سے غالبؔ کا مبلغ ایک سو روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر ہوا۔

۱۸۶۰ء (جنوری) گورنر جنرل سے ملنے کے لیے غالبؔ کی کوشش ناکام ہوئی۔ برٹش سرکار غالبؔ کو باغیوں کا حامی سمجھتی تھی۔

۱۸۶۰ء (۱۹؍جنوری) غالبؔ کی سفرِ رام پور پر دہلی سے روانگی۔

۱۸۶۰ء (۲۷؍جنوری) غالبؔ کا ورودِ رام پور۔

۱۸۶۰ء (۱۷؍مارچ) غالبؔ کی رام پور سے دہلی کے لیے روانگی۔

۱۸۶۰ء (۲۴؍مارچ) سفرِ رام پور سے غالبؔ کی دہلی واپسی۔

۱۸۶۰ء (مئی) غالبؔ کو برٹش سرکار سے ملنے والی بند پنشن دوبارہ جاری ہوئی۔ ساڑھے سات سو روپے سالانہ کے حساب سے مبلغ ۲۲۵۰ روپے کی بقایا پنشن کی رقم غالبؔ کو ملی۔

۱۸۶۱ء (۲۹؍جولائی) غالبؔ کے متداول اردو دیوان کی مطبعِ احمدی دہلی سے تیسری اشاعت عمل میں آئی۔ تعدادِ اشعار: ۱۷۹۶

۱۸۶۱ء (۱۹ اگست) غالب کے ہم درد و ہم نوا مولانا فضل حق خیر آبادی کی جزیرہ انڈیمان میں بہ طور سیاسی قیدی وفات۔

۶۲-۱۸۶۱ء غالب کی چھٹی مہر تیار ہوئی۔ دست یاب مہروں میں یہی غالب کی آخری مہر تھی۔ مہر پر درج ذیل تخلص مع سنہ منقوش ہے:

غالب ۱۲۷۸ھ

کتابیات۔ نواں باب

۱۔ بہادر شاہ ظفرؔ: ڈاکٹر اسلم پرویز ص ص ۱۲۵، ۱۳۶ تا ۱۳۷، ۱۳۹ تا ۱۴۱

۲۔ غالبؔ اور انقلاب ستاؤن ص ص ۱۲۹، ۱۵۰

۳۔ دستنبو شمولہ کلیاتِ نثرِ غالبؔ۔ طبع اپریل ۱۸۸۸ء ص ۴۰

۴۔ دستنبو طبع ۱۹۶۹ء ص ۳۱

۵۔ دیوانِ غالبؔ کامل ص ص ۲۷، ۱۱۹ تا ۱۲۰

۶۔ رسالہ اکادمی لکھنؤ۔ مارچ۔ اپریل ۱۹۸۳ء ص ۷۹ (مقالۂ کاظم علی خاں: "دستنبو کا تحقیقی مطالعہ")

دسواں باب

حیاتِ غالب کا آخری سات سالہ دور اور وفاتِ غالب کے بعد کے بعض اہم حالات

۱۸۶۲ء (۲ مارچ) غالب برٹش سرکار کے دربار میں کرسی نشینی وخلعت کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ غالب کی فارسی نثر کی کتاب "دستنبو" برٹش سرکار کی اسی خوشنودی کے حصول کے لیے لکھی گئی تھی۔

۱۸۶۲ء (شنبہ ۲۲ مارچ) مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے (شنبہ ۲۰ رمضان ۱۲۷۸ھ کو) غالب کی فارسی نثر کی کتاب "قاطع برہان" پہلی بار شائع ہوئی جس کی کتابت امیراللہ تسلیم لکھنوی نے کی تھی (بحوالہ جہانِ غالب) غالب کی ادبی زندگی کے آخری دور کی اس کتاب نے انھیں جن شدید پریشانیوں اور مخالفتوں سے دوچار کیا اُن کی تفصیل بیان کرنا آسان نہیں۔ "قاطع برہان" غالب کی زندگی کے آخری ایام میں مخالفت مخاصمت وملامت کے جس طوفان کا سبب بنی اس کے پیشِ نظر اسے اُن کی زندگی کی سخت متنازع فیہ (HIGHLY CONTROVERSIAL) کتاب قرار دیا جاتا ہے۔ قاطع برہان کی مخالفت اور موافقت میں متعدد کتابیں لکھی گئی تھیں۔

۱۸۶۲ء (جون) غالبؔ کے متداول اردو دیوان کی مطبعِ نظامی کانپور سے چوتھی اشاعت ہوئی جس میں تعدادِ اشعار ۱۸۰۲ بتائی جاتی ہے۔ جو دیوان غالبؔ کی دوسری تمام اشاعتوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ تھی۔

۱۸۶۲ء (جمعہ ۷، نومبر) غالبؔ کے ممدوح، مربّی و شاگرد بہادر شاہ ظفرؔ کی رنگون میں صبح پانچ بجے قیدِ فرنگ و قیدِ حیات سے رہائی اور اُسی دن چار بجے سہ پہر کو رنگون ہی میں تدفین عمل میں آئی۔ (تقویم جمعہ ۷، نومبر ۱۸۶۲ء کو ۱۴، جمادی الاوّل ۱۲۷۹ھ کے مطابق بتاتی ہے)

۱۸۶۳ء (مئی جون) کلیاتِ غالبؔ (نظم فارسی) کی مطبعِ منشی نول کشور لکھنؤ سے اشاعت۔

۱۸۶۳ء (بعد از جون) غالبؔ کے متداول اردو دیوان کی پانچویں اشاعت مطبعِ مفیدِ خلائق آگرہ سے۔ یہ غالبؔ کی زندگی میں ان کے دیوان کی آخری اشاعت تھی اور اس میں تعدادِ اشعار ۱۷۹۵ بتائی جاتی ہے۔

۱۸۶۴ء غالبؔ کی فارسی مثنوی "ابرِ گہر بار" کی اکمل المطابع دہلی سے اشاعت [یہ مثنوی کلیاتِ غالبؔ (نظم) طبع ۱۸۶۳ء ص ص ۱۱۷ تا ۱۶۹ میں بھی بہ طور "مثنوی یازد ہمیں" شامل تھی]

۱۸۶۴ء سیّد سعادت علی کی فارسی کتاب "محرقِ قاطع برہان" کی مطبع احمدی دہلی سے اشاعت۔ یہ کتاب دراصل غالبؔ کی کتاب "قاطعِ برہان" کی زد میں تھی۔

۱۸۶۴ء قادر نامہ (غالبؔ) کی دوسری اشاعت مجبس پریس دہلی سے

۱۸۶۴ء (یک شنبہ ۲ اکتوبر) اردو نثر کی کتاب "لطائفِ غیبی" کی پہلی اشاعت اکمل المطابع دہلی سے۔ غالب کی تحریر کردہ یہ کتاب میاں داد خاں سیّاح کے نام سے چھپی تھی اور یہ محرقِ قاطعِ برہان" (مؤلفہ سید سعادت علی) کے جواب میں تھی۔ یہ کتاب دراصل غالب کا تحریر کردہ رسالہ ہے۔

۱۸۶۴ء سالِ تکمیل انتخاب غالب

۱۸۶۴ء (قبل از دو شنبہ ۲۸ نومبر) رسالہ "سوالات عبدالکریم" کی اکمل المطابع دہلی سے اشاعت۔ اردو نثر میں غالب کا تحریر کردہ یہ رسالہ عبدالکریم کے نام سے "محرقِ قاطع برہان" کی رد میں تھا [برائے تفصیل دیکھیے "کچھ غالب کے بارے میں (حصہ۲) قاضی عبدالودود ص ص ۳۵۷ تا ۳۷۲]

۱۸۶۵ء سید محمد نجف علی خاں جھجری کی منثور فارسی کتاب "دافعِ ہذیان" کی اکمل المطابع دہلی سے اشاعت جو غالب کی کتاب "قاطعِ برہان" کی تائید میں تھی۔

۱۸۶۵ء (۲۱ اپریل) غالب کے مکتوب الیہ، شاگرد و مربی نواب یوسف علی خاں ناظم والی رام پور کی وفات اور ان کے فرزند نواب کلب علی خاں کی جانشینی۔

۱۸۶۵ء مرزا رحیم بیگ رحیم میرٹھی کی کتاب "ساطع برہان" کی اشاعت۔ یہ کتاب غالب کی قاطع برہان کی مخالفت میں تھی۔

۱۸۶۵ء (اگست) غالب کے اردو رسالے "نامۂ غالب" بہ جواب ساطع برہان کی مطبع محمدی دلی سے اشاعت۔

۱۸۶۵ء (۷ اکتوبر) غالبؔ کی اپنے دوسرے سفرِ رام پور پر دہلی سے روانگی۔

۱۸۶۵ء (۱۲ اکتوبر) رام پور میں غالبؔ کا ورود۔

۱۸۶۵ء غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب دستنبو کی دوسری اشاعت مطبع لٹریری سوسائٹی روہیل کھنڈ بریلی سے عمل میں آئی۔

۱۸۶۵ء (دسمبر) غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب قاطع برہان کی اشاعتِ ثانی بہ عنوان "درفشِ کاویانی" کی اکمل المطابع دہلی سے اشاعت۔

۱۸۶۵ء (۲۸ دسمبر) دہلی کے لیے غالبؔ کی رام پور سے روانگی

۱۸۶۶ء (۸ جنوری) سفرِ رام پور سے غالبؔ کی دہلی واپسی

۱۸۶۶ء غالبؔ کی منثور فارسی کتاب قاطع برہان کی رد میں امین الدین امینؔ دہلوی کی منثور فارسی کتاب قاطع القاطع کی مطبع مصطفائی دہلی سے اشاعت ــــ

۱۸۶۶ء غالبؔ کی کتاب قاطع برہان کے جواب میں مولوی احمد علی احمدؔ جہانگیر نگری کی کتاب موئید برہان کی مطبعِ مظہر العجائب کلکتہ سے اشاعت

۱۸۶۶ء انشائے اردو (حصہ ۲) مرتبہ ڈاکٹر مولوی ضیاء الدین خاں (پروفیسر عربی۔ دلی کالج) کی مطبعِ فیض احمدی سے اشاعت۔ اس میں غالبؔ کی مرتبہ کتاب "انتخابِ غالبؔ" کی نثریں بھی شامل تھیں۔ انتخابِ غالبؔ بیسویں صدی عیسوی میں بعد کو علاحدہ بھی کئی بار چھپی ہے۔

۶۷-۱۸۶۶ء "دعاے صباح" کی مطبعِ منشی نول کشور سے پہلی اشاعت
غالبؔ کی یہ فارسی مثنوی عربی کی ایک دعا کا ترجمہ
ہے۔ غالبؔ کی یہ فارسی مثنوی ۱۸۶۶ء کے اواخر یا
۱۸۶۷ء کے اوائل میں چھپی ہوگی۔

۱۸۶۷ء غالبؔ کے منثور اردو رسالے "تیغِ تیز" کی پہلی اشاعت
اکمل المطابع دہلی سے یہ رسالہ "مؤیدِ برہان" کے جواب
میں تھا۔

۱۸۶۷ء (قبل از فروری) زمانۂ تحریر رسالہ "نکاتِ غالبؔ و رقعاتِ غالبؔ"

۱۸۶۷ء (۱۱ اپریل) "ہنگامۂ دل آشوب" حصۂ اول کی مطبع منشی سنت پر
پرشاد واقع آرہ (ضلع شاہ آباد۔ بہار) سے اشاعت
اس میں غالبؔ کی قاطع برہان پر ادبی ہنگامہ
آرائی کے سلسلے کے فارسی قطعات شامل ہیں جو
غالبؔ، فداؔ، باقرؔ و سخنؔ کا کلام ہیں۔

۱۸۶۷ء (اگست) غالبؔ کی منظوم فارسی کتاب "سبدِ چیں" کی مطبعِ
محمدی دہلی سے اشاعت۔

۱۸۶۷ء (۲۴ ستمبر) "ہنگامۂ دلِ آشوب" حصۂ دوم کی مطبع سنت پرشاد
قصبۂ آرہ (ضلع شاہ آباد۔ بہار) سے اشاعت۔
(تاریخِ اشاعت ۲۵ جمادی الاول ۱۲۸۴ھ مطابق
سہ شنبہ ۲۴ ستمبر ۱۸۶۷ء)۔ اس میں فارسی و اردو دونوں
کے منظوم و منثور حصے شامل ہیں۔

۱۸۶۷ء (۲ دسمبر) غالبؔ نے مولوی امین الدین دہلوی مؤلفِ کتاب
"قاطع القاطع" (مطبوعہ ۱۲۸۳ھ) کے خلاف مقدمہ
ازالہ حیثیت عرفی دائر کیا۔

۱۸۶۸ء (جنوری) مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے کلیاتِ نثرِ غالب (فارسی) کی اشاعت۔ اس میں غالب کی فارسی نثر کی تین کتابیں [(۱) پنج آہنگ (۲) مہر نیم روز (۳) دستنبو] شامل ہیں

۱۸۶۸ء (۲۳ر مارچ) مولوی امین الدین دہلوی کے خلاف مقدمے سے غالب کی دست برداری، راضی نامہ داخل عدالت

۱۸۶۸ء (۱۶ر جولائی) مفتی محمد صدر الدین آزردہ (غالب کے دوست) کی دہلی میں وفات۔

۱۸۶۸ء (۲۷ر اکتوبر، سہ شنبہ، منگل) مطبع مجتبائی میرٹھ سے غالب کے اردو خطوط کے مجموعے "عودِ ہندی" کی پہلی اشاعت

(ہجری تاریخ اشاعت: ۱۰ر رجب ۱۲۸۵ھ)

۱۸۶۹ء (۱۵ر فروری۔ دوشنبہ) دہلی میں غالب کی وفات (دوپہر ڈھلے) — وفات کی ہجری تاریخ ۲ر ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ۔ سببِ وفات دماغ پر فالج گرنا۔ اسی روز بستی نظام الدین دہلی میں واقع خاندان لوہارو کی ہڑواڑ (گورستان) میں غالب کی تدفین بھی عمل میں آئی۔

۱۸۶۹ء جمعہ [۵ر مارچ] غالب کے اردو خطوط کے مجموعے "اردوے معلّیٰ" حصۂ اول کی اکمل المطابع دہلی سے پہلی اشاعت اردوے معلّیٰ (حصہ ۱، طبع اول ص ۴۸۵) میں خاتمۃ الطبع کے اندراج میں کتاب کی تاریخِ اشاعت ۲۱ر ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۶ر مارچ ۱۸۶۹ء روزِ مبارک جمعہ ملتی ہے۔ تقویم میں جمعے کے دن ۵ر مارچ ۱۸۶۹ء کی تاریخ ملتی ہے۔ [یہ انکشاف راقم الحروف کے نتیجۂ تحقیق کے طور پر کتاب "خطوطِ

غالبؔ کا تحقیقی مطالعہ: کاظم علی خاں۔ کتاب نگر لکھنؤ طبع ۱۹۸۱ء ص ۹۱ میں موجود ہے۔ ڈاکٹر کاظم علی خاں لکھنؤ مورخہ ۱۳؍ مارچ ۱۹۹۷ء]

۱۸۶۹ء (ستمبر۔ اکتوبر) شاگرد و مکتوب الیہ غالبؔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کی وفات۔

۱۸۶۹ء "شمشیرِ تیز تر" از مولوی احمد علی احمد جہانگیر نگری کی مطبع نبوی کلکتہ سے غالبؔ کی وفات (۲؍ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ) کے بعد ۱۲۸۶ھ میں اشاعت۔ یہ کتاب بھی معرکۂ قاطع برہان کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جو غالبؔ کے خلاف ہے۔

۱۸۷۰ء (۳؍ فروری) اہلیۂ غالبؔ امراؤ بیگم کی وفات دہلی میں۔ زوجۂ غالبؔ کی قبر مزارِ غالبؔ کی مشرقی دیوار کے باہر واقع ہے۔ غالبؔ کی رفیقۂ حیات کی وفات خود غالبؔ کی برسی کے دن (۲؍ ذی قعدہ ۱۲۸۶ء) بتائی گئی ہے جو تقویم میں ۳؍ فروری ۱۸۷۰ء کے مطابق ملتی ہے۔ مالک رام اور کالی داس گپتا رضاؔ نے امراؤ بیگم کی تاریخ وفات ۴؍ فروری لکھی ہے [ر۔ک (۱) ذکرِ غالبؔ : مالک رام۔ نئی دہلی۔ فروری ۷۶ء ص ۱۴۲ (۲) دیوانِ غالبؔ کامل: مرتبۂ کالی داس گپتا رضاؔ ص ۱۲۶]

۱۸۹۹ء (اپریل) غالبؔ کے اردو خطوط کے مجموعے اردوئے معلّٰی حصہ دوم کی اشاعت مطبع مہتابی دہلی سے۔ اس اشاعت میں حصۂ اوّل بھی شامل ہے۔

کتابیات۔ دسواں باب

۱۔ قاطعِ برہان طبع اوّل مطبوعہ ۱۸۶۲ء (خاتمۃ الطبع) ص ۹۳

۲۔ ذکرِ غالب ص ص ۱۳۲ تا ۱۳۵، ۱۴۵ تا ۱۵۵، ۱۷۶ تا ۱۸۷

۳۔ بہادر شاہ ظفر: ڈاکٹر اسلم پرویز ص ص ۱۴۸ تا ۱۵۳

۴۔ دیوانِ غالب کامل ص ص ۲۷ تا ۲۸، ۱۲۰ تا ۱۲۶

۵۔ کلیاتِ غالب (نظم فارسی طبع ۱۸۶۳ء) ص ۵۹۰ [قطعۂ تاریخِ طبع از مردان علی خاں رعنا]

۶۔ (رسالہ) آج کل نئی دہلی۔ جنوری ۱۹۸۴ء ص ۱۰ و بہ بعد (مقالۂ کاظم علی خاں: "لطائفِ غیبی پر ایک نظر")

۷۔ رسالہ غالب نامہ نئی دہلی۔ جولائی ۱۹۹۵ء ص ص ۱۰۷ تا ۱۰۸، ۱۲۲۔ مقالۂ کاظم علی خاں)

۸۔ "مطالعۂ نثرِ غالب" (قلمی) اوراق ۷۶، ۸۵ (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی: ڈاکٹر کاظم علی خاں۔ غیر مطبوعہ)

۹۔ رسالہ نیا دور لکھنؤ۔ اپریل ۱۹۸۲ء ص ۱۰ و بہ بعد (مقالۂ کاظم علی خاں)

۱۰۔ انشائے غالب: مرتبہ رشید حسن خاں ص ص ۳۰ تا ۳۴

۱۱۔ انتخابِ رقعات و اشعار غالب: مرتبہ کالی داس گپتا رضا۔ تعارف ص۲

۱۲۔ دعائے صباح: مرتبہ کالی داس گپتا رضا ص ص ۴ تا ۷

۱۳۔ رسالہ غالب نامہ نئی دہلی۔ جنوری ۱۹۸۲ء ص ص ۹۲ تا ۱۰۳ (مقالۂ

کاظم علی خاں: "تیغِ تیز پر ایک نظر"،

۱۴۔ ہنگامۂ دلِ آشوب: مرتبہ سید قدرت نقوی ص ص ۶۲ و ۱۳۰

۱۵۔ تذکرۂ ماہ و سال ص ۶۷

۱۶۔ عودِ ہندی۔ طبع اول مطبوعہ رجب ۱۲۸۵ھ/اکتوبر ۱۸۶۸ء ص ۱۸۸

۱۷۔ اردوے معلّیٰ حصۂ اول۔ طبع اول مطبوعہ مارچ ۱۸۶۹ء ص ۴۵۸

۱۸۔ اردوے معلّیٰ حصہ دوم۔ طبع اوّل مطبوعہ اپریل ۱۸۹۹ء ص ۹۴

۱۹۔ جہانِ غالب: قاضی عبدالودود۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ۔ ۱۹۹۵ء
ص ص ۷۲ تا ۷۳

۲۰۔ تقویم یک صد و دو سالہ۔ مطبع نول کشور

۲۱۔ تقویم ہجری و عیسوی: مرتبہ خالدی

۲۲۔ کچھ غالب کے بارے میں (حصہ ۲): قاضی عبدالودود ص ص ۲۵۷
تا ۲۷۳ (بہ سلسلہ رسالہ سوالاتِ عبدالکریم)

گیارھواں باب

توقیتِ تصانیفِ غالب

مرزا اسد اللہ خاں اسد و غالب نے (۱۸۰۷ء سے اوائلِ فروری ۱۸۶۹ء تک) اپنی تقریباً ۶۲ سالہ ادبی زندگی کے دوران اردو فارسی نظم و نثر میں تصانیف کا جو ادبی اثاثہ فراہم کیا ہے اس کی تفصیل و توقیت سطورِ ذیل میں حاضر ہے:

۱۸۱۶ء (۱۱ر جون) دیوانِ غالب اردو بہ خطِ غالب کی کتابت مکمل ہوئی (یہ دیوان مولانا امتیاز علی خاں عرشی رام پوری کے فرزند اکبر علی خاں عرشی زادہ نے مرتب کر کے ستمبر ۱۹۶۹ء میں پربھات آف سیٹ پریس دہلی سے چھپوایا تھا۔ مرتب کا ایک دست خطی نسخہ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ ڈاکٹر کاظم علی خاں لکھنؤ ۱۴ر مارچ ۱۹۹۷ء)۔ دیوان غالب کے زیرِ بحث مخطوطے کے بہ خطِ غالب ہونے سے جن اہلِ قلم نے انکار فرمایا ہے ان میں ڈاکٹر انصار اللہ نظر ڈاکٹر سید حامد حسین، ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی ڈاکٹر کمال احمد صدیقی اور پروفیسر خواجہ احمد فاروقی کے نام شامل ہیں (ڈاکٹر کمال احمد کی کتاب چھپ چکی ہے۔ خواجہ احمد فاروقی نے میرے نام اپنے ایک خط میں اپنا یہ نظریہ

ظاہر فرمایا ہے۔ کاظم علی خاں)

۱۸۲۱ء (یکم نومبر) مطابق ۵ ر صفر ۱۲۳۷ھ مخطوطۂ دیوانِ غالب (اردو) نسخۂ حمیدیہ بھوپال کی تاریخ تکمیل۔ یہ دیوان ۱۹۲۱ء میں بھوپال سے شائع ہوا تھا (اس کی ایک ثانوی اشاعت کتب خانۂ ڈاکٹر کاظم علی خاں لکھنؤ میں موجود ہے)۔

۱۸۲۸ء (۱۱ر ستمبر) گلِ رعنا کی ترتیب و تدوین کی تکمیل کی تاریخ خود غالبؔ نے اپنے منتخب اردو و فارسی کلام کے اس مجموعے کو کلکتہ میں تیار کیا تھا۔ مالک رام نے گلِ رعنا کے ایک قلمی نسخے کو مرتب کر کے علمی مجلس دلی سے مئی ۱۹۷۰ء میں شائع کیا تھا (اس کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانہ ڈاکٹر کاظم علی خاں لکھنؤ میں موجود ہے)۔ یہ کتاب پاکستان میں بھی چھپ چکی ہے

۱۸۳۳ء (۱۶ر اپریل) مخطوطۂ دیوانِ غالبؔ (اردو متداول) کی ترتیب کی تاریخِ تکمیل۔

۱۸۳۵ء (۲۹ر اپریل) مخطوطۂ دیوان غالبؔ (فارسی) "مے خانۂ آرزو سرانجام" کے نام سے مرتب ہوا (زمانۂ ترتیب ۱۰ر مئی ۱۸۳۴ء تا ۲۹ر اپریل ۱۸۳۵ء سنہ اشاعت طبع اول ۱۸۴۵ء)

۱۸۳۵ء پنج آہنگ کی آہنگِ سوم کا ایک قدیم مخطوط تیار ہوا۔

۱۸۴۱ء (اکتوبر) دیوان غالبؔ (اردو متداول) مطبع سید الاخبار دہلی سے پہلی بار شائع ہوا۔ تعدادِ اشعار ۱۰۹۶ (آبِ حیات میں سال اشاعت ۱۸۴۹ء غلط ہے)

۱۸۴۵ء مطبعِ دارالسلام دہلی سے دیوان غالب فارسی طبع اول کی اشاعت اس کا نام "مے خانۂ آرزو سرانجام" بتایا جاتا ہے۔

۱۸۴۷ء (مئی) دیوانِ غالب (اردو متداول) کی دوسری اشاعت مطبعِ دارالسلام دلی سے۔ تعدادِ اشعار: ۱۱۵۸

۱۸۴۹ء (شنبہ ۴ اگست) غالب کی فارسی نثر کی کتاب پنج آہنگ طبع اوّل کی مطبع سلطانی لال قلعہ دہلی سے اشاعت۔

۱۸۵۲ء (اگست؟) غالب کی فارسی مثنوی "بیانِ نموداری شان نبوت و ولایت" کی مطبعِ سلطانی دہلی سے اشاعت۔ بعد میں یہی مثنوی "کلیاتِ غالب" (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء ص ص ۱۰۲ تا ۱۰۸ میں ترمیم شدہ شکل میں بہ طور "مثنوی ششم" شامل ہوئی۔

۱۸۵۳ء (اپریل) فارسی نثر میں غالب کی کتاب "پنج آہنگ" کا دوسرا اڈیشن مطبعِ دارالسلام دہلی سے شائع ہوا۔

۱۸۵۴ء (جمعہ ۲۴ نومبر) غالب کی منثور فارسی کتاب مہرِ نیم روز کی پہلی اشاعت فخرالمطابع دہلی سے۔

۱۸۵۶ء (۴ ستمبر تا ۱۳ دسمبر) مطبعِ سلطانی دہلی سے غالب کی کتاب "قادر نامہ" کی پہلی اشاعت۔ اردو نظم میں غالب کی یہ مختصر کتاب زین العابدین خاں عارف کے بچوں (باقر علی خاں اور حسین علی خاں) کی تعلیم کے لیے لکھی گئی تھی۔ غلام رسول مہر "قادر نامہ" کو غالب کی تخلیق نہیں تسلیم کرتے تھے۔

۱۸۵۸ء (نومبر) مطبعِ مفید خلائق آگرہ سے غالب کی فارسی نثر کی

کتاب "دستنبو" کی پہلی اشاعت۔

۱۸۶۱ء ۲۹/ جولائی) دیوانِ غالب (اردو متداول) کی تیسری اشاعت مطبع احمدی دہلی سے عمل میں آئی۔ تعدادِ اشعار ۱۷۹۶

۱۸۶۲ء (شنبہ ۲۲/ مارچ) غالب کی فارسی نثر کی کتاب قاطع برہان کی پہلی اشاعت مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے جس میں تاریخِ اشاعت ۲۰/ رمضان ۱۲۷۸ھ درج ملتی ہے۔ خاتمۃ الطبع ص ۹۳ [کتاب کی پہلی اشاعت کا ایک نسخہ کتب خانہ "ڈاکٹر" کاظم علی خاں لکھنؤ میں موجود ہے (ڈاکٹر) کاظم علی خاں ۱۴/ مارچ ۱۹۹۷ء]

۱۸۶۲ء (جون) دیوانِ غالب (اردو متداول) کی چوتھی اشاعت مطبع نظامی کان پور سے۔ تعدادِ اشعار: ۱۸۰۲

۱۸۶۲ء (اگست) نگارستانِ سخن کی اشاعت مطبعِ احمدی دہلی سے جس میں ذوق غالب اور مومن کے دواوین شائع ہوئے تھے (تاریخِ اشاعت ۲۷/ صفر ۱۲۷۹ھ مطابق اگست ۱۸۶۲ء) عطا کاکوی نے اس کتاب کو دیوانِ غالب کا پانچواں اڈیشن مانا ہے۔

۱۸۶۳ء کلیاتِ غالب (نظم فارسی) کی اشاعت مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے [راقم الحروف کے پاس کتاب موجود ہے۔ (ڈاکٹر) کاظم علی خاں]

۱۸۶۳ء (بعد از جون) دیوانِ غالب (اردو متداول) کی پانچویں (بلکہ چھٹی) اشاعت مطبع مفید خلائق آگرہ سے۔ تعداد اشعار ۱۷۹۵

۱۸۶۴ء غالب کی فارسی مثنوی ابرِ گہربار کی اشاعت اکمل المطابع دہلی سے۔

۱۸۶۴ء (یک شنبہ ۲/ اکتوبر) اکمل المطابع دہلی سے منشور اردو کتاب "لطائفِ غیبی" کی پہلی اشاعت۔ غالبؔ کی تحریر کردہ یہ مختصر کتاب میاں داد خاں سیاحؔ کے نام سے چھپی تھی۔ سیاحؔ غالبؔ کے شاگرد تھے۔

۱۸۶۴ء غالبؔ کی اردو نثر کی مختصر کتاب انتخابِ غالبؔ کا زمانۂ ترتیب۔

۱۸۶۴ء (قبل از دوشنبہ ۲۸/ نومبر) رسالہ "سوالاتِ عبدالکریم" کی اکمل المطابع دہلی سے اشاعت۔ اردو نثر میں غالبؔ کا تحریر کردہ یہ رسالہ دہلی کے ایک طالب علم عبدالکریم کے نام سے چھپا تھا۔ اس میں منشی سعادت علی (مؤلفِ محرقِ قاطعِ برہان) سے چند سوالات کئے گئے ہیں۔

۱۸۶۵ء (اگست) غالبؔ کے اردو نثر کے رسالے "نامۂ غالبؔ" کی مطبع محمدی سے اشاعت۔ یہ رسالہ دراصل غالبؔ کا ایک اردو خط ہے جو مرزا رحیم بیگ رحیمؔ میرٹھی کے نام ان کی کتاب "ساطعِ برہان" کے بارے میں ہے۔ "نامۂ غالبؔ" کی اشاعت کے مصارف خود غالبؔ نے برداشت کئے تھے۔ اردو نثر میں یہ دراصل غالبؔ کا طویل ترین خط ہے۔ غالبؔ کا یہی طویل اردو خط بعد میں اودھ اخبار لکھنؤ کی دو اشاعتوں (۱۰/ اکتوبر اور ۱۷/ اکتوبر ۱۸۶۵ء) میں بھی چھپا تھا۔ نامۂ غالبؔ عودِ ہندی (طبع اوّل ص ص ۱۴۱ تا ۱۵۵) میں بھی چھپ چکا ہے۔

۱۸۶۵ء غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب "دستنبو" کی دوسری اشاعت

مطبع لٹریری سوسائٹی روہیل کھنڈ بریلی سے۔

۱۸۶۵ء (دسمبر) غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب "قاطعِ برہان" کی دوسری اشاعت بہ عنوان "درفشِ کاویانی" اکمل المطابع دہلی سے۔

۱۸۶۶ء انتخابِ غالبؔ کی اشاعت۔ غالبؔ کا یہ مختصر منثور اردو رسالہ "انشائے اردو" حصہ ۲ مرتبہ ڈاکٹر مولوی ضیاءالدین خاں (مطبوعہ مطبعِ فیض احمدی دہلی) میں شامل تھا۔

۱۸۶۶۔۶۷ء غالبؔ کی منظوم فارسی کتاب "دعائے صباح" کی اشاعت مطبع نول کشور لکھنؤ سے۔

۱۸۶۷ء (قبل از فروری) غالبؔ کے منثور اردو رسالے "نکاتِ غالبؔ و رقعاتِ غالبؔ" کا زمانۂ تحریر۔ یہ رسالہ اپنے زمانۂ تحریر کے بہت بعد میں شائع ہوا تھا۔

۱۸۶۷ء غالبؔ کے اردو نثر کے رسالے "تیغِ تیز" کی پہلی اشاعت اکمل المطابع دہلی سے۔

۱۸۶۷ء (اگست) غالبؔ کی منظوم فارسی کتاب "سبد چیں" کی اشاعت مطبع محمدی دہلی سے۔

۱۸۶۸ء (جنوری) مطبعِ منشی نول کشور (لکھنؤ) سے کلیاتِ نثر غالبؔ (فارسی) کی اشاعت جس میں پنج آہنگ، مہر نیم روز نیز دستنبو جیسی غالبؔ کی تین عدد منثور فارسی کتابیں شامل تھیں۔

۱۸۶۸ء (۲۷ اکتوبر) غالبؔ کے اردو خطوط کے مجموعے "عودِ ہندی" کی مطبعِ مجتبائی میرٹھ سے (۱۰ رجب ۱۲۸۵ھ کو) پہلی اشاعت۔

۱۸۶۹ء (جمعہ ۵ مارچ)	غالبؔ کے اردو خطوط کے مجموعے اردوے معلّی حصّہ اوّل کی اکمل المطابع دہلی سے پہلی اشاعت غالبؔ کی وفات (۱۵ فروری ۱۸۶۹ء) کے بعد عمل میں آئی۔
۱۸۹۹ء (اپریل)	اردوے معلّی حصہ دوم (مجموعۂ خطوطِ غالبؔ اردو) کی پہلی اِشاعت مطبع مجتبائی دہلی سے (بعدِ وفاتِ غالبؔ)
۱۹۳۷ء	مکاتیبِ غالبؔ: مرتبہ امتیاز علی خاں عرشیؔ کی بمبئی سے پہلی اشاعت (بعدِ وفاتِ غالبؔ)۔ مکاتیب کے کئی اڈیشن چھپ چکے ہیں۔
۱۹۴۹ء	نادراتِ غالبؔ: مرتبہ آفاق حسین آفاقؔ کی اشاعت مشہور پریس کراچی سے (بعدِ وفاتِ غالبؔ)
	(ان کے علاوہ غالبؔ کی بعض اور ادبی تخلیقات تلف ہوگئی ہیں)

کتابیات۔ گیارھواں باب

۱۔ دیوانِ غالب کامل ص ص ۱۰۶، ۱۰۹ تا ۱۱۰، ۱۱۳ تا ۱۲۵

۲۔ ذکرِ غالب ص ص ۱۴۳ تا ۱۸۸

۳۔ دیوانِ غالب اردو بہ خطِ غالب: مرتبہ اکبر علی خاں عرشی زادہ

۴۔ گلِ رعنا: مرتبہ مالک رام ص ۲۰

۵۔ نادراتِ غالب (حصہ ۲) ص ۲

۶۔ رسالہ "اکادمی لکھنؤ" مارچ ۱۹۸۲ء ص ۴۶ (مقالہ کاظم علی خاں)

۷۔ خطوطِ غالب کا تحقیقی مطالعہ ص ص ۵۰، ۷۷ تا ۱۳۱، ۱۹۰ تا ۲۰۸

۸۔ مقالات و نثریات ص ص ۲۷۷ تا ۳۰۷

۹۔ عودِ ہندی طبع اول: غالب

۱۰۔ اردوئے معلّٰی حصہ ۱ طبع اول: غالب

۱۱۔ اردوئے معلّٰی حصہ ۲ طبع اول: غالب

۱۲۔ تحقیقی مطالعے: عطا کاکوی ص ص ۲۵ تا ۲۷

۱۳۔ کلیاتِ غالب (نظم فارسی) طبع اول

۱۴۔ آبِ حیات ص ۵۱۴

۱۵۔ رموزِ غالب: ڈاکٹر گیان چند جین ص ص ۱۱۹ تا ۲۸۸

بارھواں باب

غالبؔ کے اُردو رُقعات و مکتوب الیہم (اِشاریہ و توقیت)

[غالبؔ کے اردو رُقعات بھی ان کی کتابِ حیات کا ایک اہم و قابلِ ذکر باب ہیں۔ ۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء تک خطوطِ غالبؔ پر ہونے والی تحقیق کے نتیجے میں غالبؔ کے معلوم و موجود مطبوعہ اردو خطوط کی مجموعی تعداد اب ۸۹۲ تک پہنچ چکی ہے۔ اِن میں سے پانچ اردو خطوط کے مکتوب الیہم کے ناموں کا تعین نہیں ہوسکا ہے۔ باقی ۸۸۷ (آٹھ سو ستاسی) اردو رقعات کے مکتوب الیہم کی تعداد ۹۲ ہے۔ غالبؔ کے یہ تمام ۸۹۲ (آٹھ سو بانوے) مطبوعہ اردو رقعات ۹ مارچ ۱۸۴۸ء سے جنوری ۱۸۶۹ء تک کے کم و بیش ۲۱ سالہ زمانے میں لکھے گئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ غالبؔ نے کس زمانے سے کس زمانے تک اپنے کس مکتوب الیہ کو کتنے اردو رقعات تحریر کئے تھے، بسطورِ ذیل میں پیش ہونے والا گوشوارہ ان امور کی وضاحت کرتا ہے]

مکتوب الیہ کا نام مع زمانۂ حیات	تعدادِ خطوط	زمانۂ تحریرِ خطوط
۱۔ ہرگوپال تفتہ سکندر آبادی۔ ١٧٩٩ء/١٨٠٠ء تا ۲ ستمبر ۱۸۷۹ء/۱۲۹۶ھ	۱۲۳	مئی ۱۸۴۸ء تا ۱۸۶۸ء

۲۔ والیِ رام پور نواب کلب علی خاں نوّاب۔ ۱۹؍اپریل ۱۸۳۵ء تا ۲۳؍مارچ ۱۸۸۷ء	۷۵	۶؍مئی ۱۸۶۵ء تا جنوری ۱۸۶۹ء
۳۔ نبی بخش حقیر اکبر آبادی۔ وفات اکتوبر۔ نومبر ۱۸۶۰ء	۷۰	۹؍مارچ ۱۸۴۸ء تا ۲۲؍ستمبر ۱۸۵۸ء
۴۔ علاء الدین احمد خاں علائی۔ اپریل ۱۸۳۲ء تا اکتوبر ۱۸۸۴ء	۵۷	۱۲؍مئی ۱۸۵۸ء تا جون ۱۸۶۸ء
۵۔ میر مہدی حسین مجروح۔ ۱۸۳۳ء (؟) تا جمعہ ۱۵؍مئی ۱۹۰۳ء	۵۰	۷؍فروری ۱۸۵۸ء تا ۱۷؍جون ۱۸۶۵ء
۶۔ نواب یوسف علی خاں ناظم رام پوری۔ ۵؍مارچ ۱۸۱۶ء تا ۲۱؍اپریل ۱۸۶۵ء	۴۱	۱۵؍فروری ۱۸۵۷ء تا ۱۱؍مارچ ۱۸۶۵ء
۷۔ شیو نرائن آرام۔ ۱۰؍ستمبر ۱۸۳۲ء تا ۴؍ستمبر ۱۸۹۸ء	۳۶	۱۸؍جولائی ۱۸۵۸ء تا ۳؍مئی ۱۸۶۳ء
۸۔ میاں داد خاں سیاح۔ وفات ۱۹۰۷ء (بعمر ۸۵ سال)	۳۵	۱۱؍جون ۱۸۶۰ء تا ۲۵؍اگست ۱۸۶۷ء
۹۔ عبدالجلیل جنون۔ ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵-۳۶ء تا ۲۰؍مئی ۱۹۰۰ء	۳۰	۱۸۵۳ء تا ۳۱؍اکتوبر ۱۸۶۶ء
۱۰۔ عبدالغفور سرور مارہروی۔ (سنین ولادت و وفات؟)	۲۷	۱۸۵۸ء تا ۲۵؍ستمبر ۱۸۶۶ء
۱۱۔ حکیم غلام نجف خاں۔ (〃 〃 〃 ؟)	۲۵	۱۸۵۲ء تا ۱۸۶۶ء
۱۲۔ خواجہ غلام غوث بے خبر ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴-۲۵ء تا دوشنبہ ۲۶؍دسمبر ۱۹۰۴ء	۲۵	۲؍دسمبر ۱۸۵۸ء تا ۲۳؍جولائی ۱۸۶۶ء
۱۳۔ غلام حسنین قدر بلگرامی۔ اکتوبر ۱۸۳۳ء تا یک شنبہ ۱۴؍ستمبر ۱۸۸۴ء	۲۲	۲۳؍فروری ۱۸۵۷ء تا ۶۸-۱۸۶۷ء
۱۴۔ انوار الدولہ سعد الدین خاں شفق۔ وفات ۱۲۹۸ھ/۸۱-۱۸۸۰ء	۲۰	۱۸۵۳ء تا ۱۵؍فروری ۱۸۶۴ء
۱۵۔ مرزا حاتم علی مہر۔ ۱۸۱۵ء تا دوشنبہ ۱۸؍اگست ۱۸۷۹ء	۱۹	۱۸۵۸ء تا ۱۸۶۱ء
۱۶۔ حبیب اللہ ذکا۔ ۱۲۴۴ھ تا ۱۲۹۱ھ/۲۹-۱۸۲۸ء تا ۷۵-۱۸۷۴ء	۱۶	۳۰؍جولائی ۱۸۶۳ء تا جنوری ۱۸۶۸ء
۱۷۔ ناصر الدین حیدر خاں ناصر عرف یوسف مرزا۔ وفات بہ مقام لکھنؤ ۱۳۰۰ھ/۸۳-۱۸۸۲ء	۱۲	۱۸۵۶ء تا ۱۹؍مئی ۱۸۶۰ء

۱۸۔ سید احمد حسن مودودی فدا و جانی۔ وفات بہ عمر ۶۵ سال ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۴ء	۱۱	۲۸ جون ۱۸۶۱ء تا ۱۷ جولائی ۱۸۶۸ء
۱۹۔ غلام بابا خاں شعبان ۱۲۵۵ھ تا شوال ۱۳۱۰ھ	۱۰	۶ دسمبر ۱۸۶۳ء تا ۱۷ جولائی ۱۸۶۸ء
۲۰۔ عبدالرزاق شاکر مارچ ۱۸۳۵ء تا جون ۱۹۱۴ء	۱۰	۱۸۶۴ء تا یکم اپریل ۱۸۶۶ء
۲۱۔ عبدالرحمٰن تحسین متوفی ۱۸۷۷ء	۹	دسمبر ۱۸۶۱ء تا ۱۸۶۳ء
۲۲۔ شہاب الدین احمد خاں ثاقب ۱۸۴۰ء تا اپریل ۱۸۶۹ء	۸	۸ فروری ۱۸۵۸ء تا اکتوبر ۱۸۶۵ء
۲۳۔ نواب امین الدین احمد خاں ۱۲۲۹ھ تا ۱۲۸۶ھ	۸	۱۸۶۲-۶۳ء تا ۳ مارچ ۱۸۶۷ء
۲۴۔ منشی سیل چند منشی ۱۸۱۳ء۔ دسمبر ۱۸۹۴ء	۷	۲۵ دسمبر ۱۸۶۴ء تا ۱۸ ستمبر ۱۸۶۸ء
۲۵۔ فرزند احمد صغیر بلگرامی اپریل ۱۸۳۴ء تا مئی ۱۸۹۰ء	۶	۱۲ مئی ۱۸۶۴ء تا ۳ مئی ۱۸۶۵ء
۲۶۔ ذوالفقار الدین حیدر عرف حسین مرزا ۱۲۲۳ھ تا رمضان ۱۳۰۷ھ	۶	۱۸ جون ۱۸۵۹ء تا ۳۱ دسمبر ۱۸۵۹ء
۲۷۔ صاحب عالم مارہروی ۱۲۱۱ھ تا ۱۲۸۸ھ	۶	اپریل ۱۸۵۹ء تا دسمبر ۱۸۶۶ء
۲۸۔ ابراہیم علی خاں وفا ۱۸۴۷ء تا ۱۸۸۸ء	۵	۲۱ اگست ۱۸۶۶ء تا اگست ۱۸۶۸ء
۲۹۔ بدرالدین احمد کاشف	۵	۱۸۵۲ء تا ۱۸۶۳ء
۳۰۔ پیارے لال آشوب ۱۸۳۸ء تا مئی ۱۹۱۴ء	۵	اگست ۱۸۶۵ء تا ۳۰ جنوری ۱۸۶۸ء
۳۱۔ محمد حسین خاں (مدیر دبدبۂ سکندری رام پور) وفات ۱۹۰۴ء	۵	۶ جولائی ۱۸۶۰ء تا ۲۵ فروری ۱۸۶۸ء
۳۲۔ شاہزادہ بشیر الدین توفیق وفات ۱۳۰۲ھ	۴	۱۸۶۰ء تا ۱۶ جون ۱۸۶۸ء
۳۳۔ مولوی نعمان احمد ولادت ۱۲۵۷ھ	۴	ستمبر ۱۸۶۶ء تا ۱۷ دسمبر ۱۸۶۶ء
۳۴۔ جواہر سنگھ جوہر وفات ۱۸۶۹ء ؟	۳	۱۸۴۹ء تا ۲ فروری ۱۸۶۴ء
۳۵۔ بہاری لال مشتاق ۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء	۳	۱۸۵۸ء تا ۷ جون ۱۸۶۸ء
۳۶۔ مرزا یوسف علی خاں عزیز وفات ۱۲۹۰ھ	۳	اکتوبر ۱۸۵۹ء تا ؟
۳۷۔ مرزا باقر علی خاں کامل ۱۸۴۷ء تا مئی ۱۸۷۶ء	۳	۱۸۶۷ء تا ۷ دسمبر ۱۸۶۷ء
۳۸۔ میر افضل علی عرف میرن صاحب	۳	نومبر ۱۸۵۸ء تا ۲۱ جولائی ۱۸۶۴ء
۳۹۔ شاہ عالم شائق ۱۲۴۰ھ تا محرم ۱۳۰۳ھ	۳	مئی ۱۸۶۰ء تا ۶ نومبر ۱۸۶۵ء
۴۰۔ مولوی ضیاء الدین خاں ضیاء دہلوی	۳	۱۸۶۴ء تا ۲۷ فروری ۱۸۶۶ء

۴۱۔ منشی عبداللطیف	۲	۱۰ مارچ ۱۸۵۱ء تا ۶ دسمبر ۱۸۵۸ء
۴۲۔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ ۱۸۰۶ء تا ۱۸۶۹ء	۲	۷ فروری ۱۸۶۵ء تا ۱۸۶۶ء
۴۳۔ حکیم ظہیر الدین احمد خاں	۲	۱۸۵۶ء تا ۲ نومبر ۱۸۶۵ء
۴۴۔ ہیرا سنگھ درد	۲	۱۸۶۸ء
۴۵۔ ہرگوبند سہائے نشاط دسمبر ۱۸۲۸ء تا مئی ۱۸۹۱ء	۲	۲۹ دسمبر ۱۸۵۸ء تا جنوری ۱۸۵۹ء
۴۶۔ حکیم غلام رضا خاں	۲	ایک خط ۱۸۶۵ء کا معلوم ہوتا ہے
۴۷۔ مرزا قربان علی بیگ سالک ۱۲۴۰ھ تا ۱۲۹۷ھ	۲	ایک خط ۱۱ جولائی ۱۸۶۴ء کا ہے۔
۴۸۔ مرزا شمشاد علی بیگ رضوان ۱۲۵۳ھ تا ۱۲۹۳ھ	۲	۴ نومبر ۱۸۶۵ء تا اگست ۱۸۶۶ء
۴۹۔ میر احمد حسین میکش ۱۲۴۲ھ / ۲۷-۱۸۲۶ء تا ۱۸۵۷ء	۲	۱۲۷۲ھ (۵۶-۱۸۵۵ء)
۵۰۔ میر سرفراز حسین	۲	اگست ۱۸۵۸ء تا ۲۷ مارچ ۱۸۶۳ء
۵۱۔ نواب سجاد مرزا سجاد ۱۸۴۶ء تا ۱۸۷۴ء	۲	۱۵ مارچ ۱۸۶۵ء تا دسمبر ۱۸۶۵ء
۵۲۔ نعیم الحق آزاد	۲	ایک خط ۹ مارچ ۱۸۵۹ء کا ہے
۵۳ نجف علی خاں	۲	ایک خط نومبر ۱۸۵۸ء کا ہے۔
۵۴۔ زکریا خاں زکی دہلوی ۱۸۳۹ء تا ۱۳۲۱ھ / ۴-۱۹۰۳ء	۲	۱۸۶۸ء
۵۵۔ احمد حسن خاں عرشی قنوجی ۱۸۳۱ء تا ۱۸۶۰ء	۲	اگست ۱۸۶۰ء تا ۲۱ ستمبر ۱۸۶۰ء
۵۶۔ احمد حسین مینا یا تمنا مرزا پوری	۲	ایک خط ۱۳ جولائی ۱۸۶۷ء کا ہے
۵۷۔ میر ولایت علی (عظیم آباد)	۲	اپریل ۱۸۶۵ء
۵۸۔ منشی ولایت علی خاں ولایت و عزیز مارچ ۱۸۴۳ء تا جولائی ۱۹۲۸ء	۲	۱۸۶۵ء
۵۹۔ نواب زین العابدین خاں عرف کلن میاں ۱۲۴۸ھ تا ۱۳۱۰ھ	۲	۲۴ مارچ ۱۸۵۸ء تا ۳۱ مارچ ۱۸۶۵ء
۶۰۔ عباس علی خاں بیتاب رام پوری ۱۲۴۲ھ تا ۱۳۰۰ھ	۲	نومبر ۱۸۶۶ء
۶۱۔ مردان علی خاں رعنا وفات ۲ جون ۱۸۷۹ء	۲	۱۸۶۳ء
۶۲ منشی نول کشور جنوری ۱۸۳۶ء تا ۱۹ فروری ۱۸۹۵ء	۲	۱۸۶۳ء

۶۳۔ مرزا رحیم بیگ (ہم عصرِ غالب)	۱	اگست ۱۸۶۵ء
۶۴۔ مفتی محمد عباس سید لکھنوی ۱۲۲۴ھ تا ۱۳۰۶ھ	۱	شنبہ ۱۹ صفر ۱۲۷۹ھ (۱۶ اگست ۱۸۶۲ء)
۶۵۔ امیر الدین احمد خاں عرف فرخ مرزا	۱	۱۸۶۸ء
۶۶۔ منشی غلام بسم اللہ ۱۲۲۹ھ تا ۱۳۱۵ھ	۱	۱۸۶۶ء
۶۷۔ مولوی عبد الغفور نساخ فروری ۱۸۳۴ء تا جون ۱۸۸۹ء	۱	۱۸۶۴ء
۶۸۔ مولوی عزیز الدین عزیز و صادق ۱۸۲۸ء تا ۱۸۹۴ء	۱	انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد کا خط
۶۹۔ نجم الدین حیدر	۱	۱۸۵۶ء
۷۰۔ کیول رام ہشیار	۱	۱۸۶۵ء ؟
۷۱۔ مرزا عباس بیگ ۱۸۱۲ء تا ۱۸۷۹ء	۱	۱۲ مئی ۱۸۶۳ء
۷۲۔ مرزا عاشور بیگ (محمود مرزا)	۱	۱۲ مئی ۱۸۶۳ء
۷۳۔ فرقانی میرٹھی ۱۸۳۶ء تا ۱۸۸۳ء	۱	۱۲۸۳ھ (۶۵-۱۸۶۴ء)
۷۴۔ مولوی کرامت علی	۱	۱۸۶۰ء
۷۵۔ میر تفضل حسین خاں خیرآبادی وفات ۱۲۷۰ھ	۱	۱۸۶۰ء
۷۶ حکیم غلام مرتضیٰ خاں	۱	۱۱ مارچ ۱۸۶۵ء
۷۷۔ محمد ابراہیم خلیل وفوق آروی	۱	جمعہ ۴ جنوری ۱۸۶۱ء
۷۸۔ شیخ لطیف احمد بلگرامی	۱	۱۸۶۸ء
۷۹۔ مظہر علی مارہروی	۱	اکتوبر ۱۸۶۸ء
۸۰۔ سخاوت حسین مدہوش بدایونی ۱۸۲۶ء تا ۱۹۰۱ء	۱	دوشنبہ ۴ فروری ۱۸۶۱ء
۸۱۔ قاضی محمد نور الدین حسین فائق وفات ۱۲۸۶ھ	۱	جولائی ۱۸۶۲ء
۸۲۔ میر بندہ علی خاں	۱	۱۸ جولائی ۱۸۶۴ء
۸۳۔ حکیم محب علی	۱	۱۸۶۳ء
۸۴۔ محمد محسن صدر الصدور	۱	۱۱ جنوری ۱۸۶۶ء
۸۵۔ مرزا محمد ذکی لکھنوی	۱	۱۸۶۸ء

۸۶۔ مہاراجا سردار سنگھ والی بیکانیر | ۱ | ۵/ جنوری ۱۸۵۹ء
۸۷۔ ولیم کولڈا سٹریم | ۱ | ۲۸/ جون ۱۸۶۵ء
۸۸۔ محمد حسین خاں (مالک مطبع احمدی دہلی) | ۱ | ۱۸۶۱ء
۸۹۔ فرزند علی صوفی | ۱ | ۶۸-۱۸۶۷ء
۹۰۔ نواب ضیاء الدین احمد خاں نیّر و رخشاں اکتوبر ۱۸۴۶ء تا جون ۱۸۸۵ء | ۱ | ۱۸۶۰ء
۹۱۔ شیخ احمد علی احمد رام پوری | ۱ | (زمانہ ؟)
۹۲۔ علی بخش خاں | ۱ | جمعہ ۶/ جولائی ۱۸۶۰ء

۹۲ مکتوب الیہم کے نام خطوط کی مجموعی تعداد	۸۸۷	۹/ مارچ ۱۸۴۸ء تا جنوری ۱۸۶۹ء
نامعلوم افراد کے نام خطوط کی تعداد	۵	
میزان	۸۹۲	

کتابیات۔ بارھواں باب

۱۔ رسالہ غالب نامہ نئی دہلی۔ جولائی ۱۹۹۵ء (مقالہ ڈاکٹر کاظم علی خاں)
ص ص ۱۱۱ تا ۱۱۸

۲۔ تلامذۂ غالب۔ مختلف صفحات

۳۔ بزمِ غالب۔ " "

۴۔ مکاتیبِ غالب " "

۵۔ جہانِ غالب۔ "

۶۔ رسالہ نیا دور لکھنؤ۔ اودھ نمبر ۱؎ ص ۹۰ (مقالہ ڈاکٹر کاظم علی خاں)

۷۔ تذکرۂ ماہ و سال۔ مختلف صفحات

۸۔ متعلقاتِ غالب ص ص ۵۳، ۶۹، ۷۰

۹۔ غالب کے خطوط جلد ۴؎ ص ۱۴۷

۱۰۔ ضمیمہ قومی آواز لکھنؤ۔ ۸ر دسمبر ۱۹۹۶ء (مقالہ "غالب کے ایک مکتوب الیہ"
از ڈاکٹر اکبر حیدری)

۱۱۔ تفتہ اور غالب ص ص ۲۱۱، ۲ تا ۲۷، ۴۶، ۵۳ تا ۱۶۲

۱۲۔ ہماری زبان نئی دہلی یکم جنوری ۱۹۹۷ء (مقالہ ڈاکٹر اکبر حیدری)

باب تیرھواں

غالبؔ کا حلقۂ تلمّذ

[غالبؔ کی ادبی زندگی کی مدت تقریباً ۱۸۰۷ء سے
فروری ۱۸۶۹ء تک جاری رہی تھی اپنے اس کم وبیش
۶۲ سالہ ادبی سفر میں غالبؔ خود تو کسی اُستاد کے
شاگرد نہ ہوئے لیکن انھوں نے اپنے درجنوں
شاگردوں کے کلام پر اصلاح دینے میں اپنی زندگی
کا ایک قابلِ لحاظ حصہ صرف کیا تھا۔ شاگردانِ غالبؔ
کے سلسلے میں "نادراتِ غالبؔ" اور "فیضانِ غالبؔ"
جیسی کتابیں قابلِ ذکر مصادر ہیں لیکن اس سلسلے
میں "تلامذۂ غالبؔ" طبع ثانی اہم ترین ماخذ ہے جس
میں غالبؔ کے تقریباً ۱۸۰ شاگردوں کا ذکر شامل
ہے۔ متعدد مصادر غالبؔ کے بعض اور ایسے غیر
معروف شاگردوں کے ناموں کی نشان دہی کرتے
ہیں جن کے ذکر سے "تلامذۂ غالبؔ" خالی ملتی ہے
غالبؔ کے بعض ایسے غیر معروف شاگرد جو تلامذۂ
غالبؔ پر اضافہ ہیں ان کے نام سطورِ ذیل میں
پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ آزاد۔ الکزنڈر ہیڈرلی

۲۔ آزردہ (نام نامعلوم)
۳۔ آغا غلام حسین (تخلص نامعلوم)
۴۔ ابر بلند شہری۔ افضل علی (خلفِ میر اکبر علی)
۵۔ تہوّر۔ منشی تہوّر علی
۶۔ میر سرفراز حسین۔ میر مہدی حسین مجروح دہلوی کے چھوٹے بھائی۔
(تخلص نامعلوم)
۷۔ مغلوب رام پوری حکیم مسیح الزماں خاں
۸۔ امیر میرزا (تخلص نامعلوم)
۹۔ نظام رام پوری سیّد نظام علی شاہ
۱۰۔ حکیم سیّد ابن حسن (بہ شکریہ پروفیسر نیّر مسعود رضوی لکھنؤ۔ بہ حوالہ ذخیرۂ پروفیسر مسعود حسن ادیب)

زیرِ نظر کتاب "توقیتِ غالبؔ" میں شاگردانِ غالبؔ کا ذکر یوں ضروری ہے کہ ان شاگردوں کے کلام کی اصلاح پر غالبؔ کی زندگی کا قابلِ لحاظ وقت صرف ہوا تھا۔ ان باتوں کے پیشِ نظر "توقیتِ غالبؔ" میں غالبؔ کے شاگردوں سے متعلق باب کی شمولیت افادیت اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ کتاب "تلامذۂ غالبؔ" (طبع دوم) کی مدد سے سطورِ ذیل ایک ایسا گوشوارہ پیش کیا جاتا ہے جس میں غالبؔ کے شاگردوں کی مدتِ حیات کی توقیت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر کاظم علی خاں لکھنؤ ۲۰ مارچ ۱۹۹۷ء]

	تخلص	نام	زمانۂ حیات
۱	آرام۔	رائے بہادر منشی شیو نرائن اکبر آبادی	۱۰ستمبر ۱۸۴۳ء۔ ۴ ستمبر ۱۸۹۸ء
۲	آزر۔	نواب ذوالفقار علی خاں دہلوی	نامعلوم
۳	آگاہ۔	نواب سیّد محمد رضا دہلوی (ملقب بہ احمد مرزا خاں)	۱۸۳۹ء ۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۷ء

نمبر	تخلص	نام	تاریخ
۴۔	اثر۔	سید شاہ امام الدین علی خاں چشتی اجمیری	۲۵ دسمبر ۱۸۴۷ء۔۲۹ مئی ۱۹۱۲ء
۵۔	احسان۔	حاجی احسان اللہ دہرہ دونی	؟
۶۔	احسن۔	حکیم مظہر احسن خاں رام پوری	۱۸۴۴ء - ۱۵ مارچ ۱۸۹۱ء
۷۔	اختر۔	حکیم جمشید علی خاں	؟
۸۔	اخگر۔	حکیم فتحیاب خاں رام پوری	۱۸۳۷ء - ۱۵-۱۹۱۴ء
۹۔	اخگر۔	مولوی فرزند علی عظیم آبادی	؟
۱۰۔	ادیب۔	مولوی محمد سیف الحق دہلوی	۱۸۴۶ء - ۸ ستمبر ۱۸۹۱ء
۱۱۔	اسمٰعیل۔	مولانا محمد اسمٰعیل میرٹھی	۱۲ نومبر ۱۸۴۴ء - یکم نومبر ۱۹۱۷ء
۱۲۔	اشرف۔	مولوی مرزا اشرف بیگ دہلوی	۱۲۶۴ھ / ۱۸۴۷-۴۸ء - اکتوبر ۱۸۸۲ء
۱۳۔	افضل۔	میر افضل علی لکھنوی (عرف سید صاحب)	سنہ ولادت ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴-۳۵ء
۱۴۔	انجم۔	محمد علی خاں شیخ پوری (قصبہ شیخ پورہ ضلع مونگیر بہار)۔	وفات ۳ جون ۱۸۹۱ء
۱۵۔	انور۔	سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا دہلوی	۱۲۶۴ھ / ۱۸۴۷-۴۸ء - ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۵ء
۱۶۔	باقر۔	شاہ باقر علی بہاری (ضلع گیا۔ بہار)	۱۹ جون ۱۸۳۱ء - ۲۴ جولائی ۱۹۰۸ء
۱۷۔	بدری داس۔	پنڈت	؟
۱۸۔	بسمل۔	منشی شاکر علی (غلام بسم اللہ) میرٹھی ثم بریلوی	۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳-۲۴ء - ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء
۱۹۔	بیتاب۔	صاحبزادہ عباس علی خاں رام پوری	۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹-۱۰ء - ۶ جون ۱۸۸۳ء
۲۰۔	بیدل۔	شیخ عبدالسمیع انصاری رام پوری	وفات یکم مئی ۱۹۰۰ء
۲۱۔	بیدل (رسوا)۔	مولوی ابوالحسنات محمد حبیب الرحمٰن انصاری سہارنپوری	ولادت ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳-۴۴ء
۲۲۔	بیصبر۔	منشی بال مکند سکندر آبادی	۱۸۱۲-۱۳ء - ۱۳ فروری ۱۸۸۵ء
۲۳۔	بیصبر۔	عین الحق کاٹھوی (قصبہ کاٹھہ تحصیل باغپت ضلع میرٹھ)	۱۸۴۶ء - ۱۹۲۵ء
۲۴۔	پیرجی۔	پیر قمر الدین دہلوی	وفات ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰-۸۱ء
۲۵۔	تپش۔	مولوی غلام محمد خاں دہلوی ثم لکھنوی۔ مدفن لکھنؤ میں ہے)	وفات ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲-۰۳ء
۲۶۔	تپش۔	سید مدد علی اکبر آبادی	ولادت ۱۲۳۶ھ / ۱۸۲۰-۲۱ء

۲۷- تحسین- حافظ قاضی عبدالرحمٰن پانی پتی — وفات ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء

۲۸- تفتہ- منشی ہرگوپال سکندر آبادی — ۱۲۱۴ھ / ۱۷۹۹-۱۸۰۰ء - ۱۵ رمضان ۱۲۹۶ھ / ۲ستمبر ۱۸۷۹ء

۲۹- تمنا- مولوی محمد حسین مرادآبادی- وفات ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء: ۱۸۹۹ء (وقت وفات عمر ۹۰ سال)

۳۰- توفیق- شاہزادہ بشیرالدین میسوری ثم کلکتوی — وفات ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴-۸۵ء

۳۱- ثاقب- شہاب الدین احمد خاں دہلوی — ۱۸۴۰ء - ۱۹ اپریل ۱۸۶۹ء

۳۲- جم- نواب سید محمد جمشید علی خان بہادر مرادآبادی

۳۳- جنون- خاں بہادر قاضی عبدالجلیل بریلوی- ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵-۳۶ء ۲۰مئی ۱۹۰۰ء (صفر ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۲ء سے شاگردِ غالب)

۳۴- جوہر- منشی جواہر سنگھ دہلوی —— وفات ۱۸۶۹ء (غالباً)

۳۵- جوہر- حکیم محمد معشوق علی خاں شاہجہانپوری — ۱۸۵۲ء - ۱۹۲۸ء

۳۶- حالی- شمس العلما مولانا الطاف حسین انصاری پانی پتی — ۱۸۳۷ء - یکم جنوری ۱۹۱۵ء

۳۷- حباب- پنڈت امراد سنگھ — ۱۸۴۴ء - ۱۹۰۹ء

۳۸- حزیں- میر بہادر علی بریلوی (عارف کی وفات مئی ۱۸۵۲ء کے بعد غالب کے شاگرد ہوئے) — ۱۸۲۲ء - ۱۸۶۸-۶۹ء / ۱۲۸۵ھ

۳۹- حسین- بی خورشید جان دہلوی (طوائف) — ؟

۴۰- حسین- علی بیگ مرزا — ؟

۴۱- حقیر- خوب علی دہلوی عرف میر چھوٹے صاحب — ؟

۴۲- حقیر- منشی نبی بخش اکبرآبادی — وفات اکتوبر یا نومبر ۱۸۶۰ء

۴۳- حیدر- آغا حیدر علی بیگ دہلوی — وفات ۱۹۱۰ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیان

۴۴- خاور- مرزا محمد اکبر خاں قزلباش- ولادت: ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹-۴۰ء، وفات ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰-۸۱ء

۴۵- خستہ- محمد کریم الدین — ؟

۴۶- خلیل وفوق- محمد ابراہیم آروی

۴۷۔ خضر۔ مرزا خضر سلطان دہلوی (خلف بہادر شاہ ظفر دہلوی) وفات ستمبر ۱۸۵۷ء

۴۸۔ خورشید۔ خورشید احمد لکھنوی ثم دہلوی ۱۲۳۵ھ / ۲۰-۱۸۱۹ء - ۱۲۹۱ھ / ۷۵-۱۸۷۴ء

۴۹۔ درد۔ منشی ہیرا سنگھ دہلوی

۵۰۔ ذکا و بیباک۔ مولوی حبیب اللہ مدراسی ثم حیدر آبادی ۱۲۴۴ھ / ۲۹-۱۸۲۸ء - ۱۲۹۱ھ / ۷۵-۱۸۷۴ء

۵۱۔ رابط۔ میرزا احسن رضا خاں دہلوی ؟

۵۲۔ راقی۔ دیوان جانی بہاری لال جی۔ ولادت ۱۸۰۷ء اور ۱۸۱۴ء کے درمیان۔ وفات ۳۰ اپریل ۱۸۹۷ء

۵۳۔ راقم۔ خواجہ قمر الدین خاں دہلوی۔ ۱۸۳۳ء - مارچ ۱۹۱۰ء (۷۸ سال کے سن میں بہ مقام جے پور میں فوت ہوئے)

۵۴۔ رسوا۔ شیخ محمد عبد المجید غازی پوری ولادت ۱۲۶۶ھ / ۵۰-۱۸۴۹ء

۵۵۔ رشکی۔ نواب محمد علی خاں بہادر جہانگیر آبادی ۱۸۴۴ء - مئی ۱۸۹۹ء

۵۶۔ رضوان۔ شمشاد علی بیگ خاں دہلوی ۱۲۵۳ھ / ۳۸-۱۸۳۷ء - ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء

۵۷۔ رضوان۔ نواب محمد رضوان علی خاں بہادر عرف محمود اختر مراد آبادی وفات ۱۹۱۱ء (نعت گو شاعر)

۵۸۔ رفعت سرور۔ مولانا ابو الفضل محمد عباس شروانی۔ ولادت بہ مقام بنارس ۳۰ مئی ۱۸۲۶ء ۲۲ شوال ۱۳۱۵ھ / ۹۸-۱۸۹۷ء وفات بہ مقام بھوپال

۶۰۔ رنج و طبیب۔ حکیم محمد فصیح الدین میرٹھی وفات ۳۰ مارچ ۱۸۸۵ء

۶۱۔ رند۔ جانی بانکے لال وفات ۱۲۷۲ھ / ۵۶-۱۸۵۵ء (پچاس برس کی عمر میں لاولد فوت ہوئے)

۶۲۔ زکی۔ حکیم محمد اشفاق حسین مارہروی (ولادت بہ مقام مارہرہ ضلع ایٹہ یو۔پی ۱۸۷۷ء) وفات بہ مقام بھوپال اکتوبر ۱۹۳۰ء

۶۳۔ زکی۔ نواب سید محمد زکریا خاں رضوی دہلوی۔ ولادت دہلی ۱۸۳۹ء۔ وفات بہ مقام بدایوں ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳-۴ء

۶۴۔ سالک۔ قربان علی بیگ خاں حیدر آبادی ثم دہلوی ولادت قیاساً ۱۲۳۸ھ / ۲۳-۱۸۲۲ء۔ وفات بہ مقام حیدر آباد دکن ۱۲۹۷ھ / ۸۰-۱۸۷۹ء

۶۵۔ سالم۔ میر احمد حسین ؟

۶۶۔ سجاد۔ سید معین الدین حیدر عرف سجاد میرزا دہلوی ۱۸۴۶ء۔ ۱۵ اگست ۱۸۷۶ء

۶۷۔ سخن۔ خواجہ میر فخر الدین حسین خاں دہلوی ۱۰ جولائی ۱۸۳۹ء ۔ ۱۹۰۰ء

۶۸۔ سرور۔ چودھری عبدالغفور مارہروی

۶۹۔ سرور۔ آغا غلام حسین خاں تبریزی

۷۰۔ سرور۔ شیخ محمد امیر اللہ اکبر آبادی

۷۱۔ سروش۔ صاحبزادہ عبدالوہاب خاں بہادر رام پوری سال ولادت ۱۲۳۸ھ

۷۲۔ سلطان۔ مولوی محمد سلطان حسن خاں بریلوی ولادت ۱۲۴۰ھ

۷۳۔ سوزاں۔ حسیب الدین احمد انصاری سہارنپوری ۱۸۲۴ء۔ ۱۸۸۹ء (وفات بہ عمر ۶۵ سال)

۷۴۔ سوزاں و مداح۔ شیخ محمد صادق علی، گڑھ مکتیسری

۷۵۔ سیاح (عشاق)۔ منشی میاں داد خاں اورنگ آبادی وفات ۱۹۰۷ء (بہ عمر تقریباً ۸۵ سال)

۷۶۔ سید۔ مفتی احمد خاں بریلوی ؟

۷۷۔ سید۔ قاضی سرفراز علی شاہجہانپوری ۱۸۱۲ء۔ ۱۸۷۶ء

۷۸۔ شاداں و خیالی۔ مرزا حسین علی خاں دہلوی وفات ۷ ستمبر ۱۸۸۰ء

۷۹۔ شاکر۔ سید محمد عبدالرزاق مچھلی شہری مارچ ۱۸۳۵ء۔ جون ۱۹۱۴ء

۸۰۔ شائق۔ شاہ سردار گیلانی لاہوری سال وفات غالباً ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء

۸۱۔ شائق۔ سید شاہ عالم مارہروی (خلف سید صاحب عالم صاحب مارہروی مکتوب الیہ غالب) شائق کا سنہ ولادت ۱۲۴۰ھ اور سنہ وفات محرم ۱۳۰۳ھ (مطابق اکتوبر ۱۸۸۵ء) ملتا ہے۔

۸۲۔ شائق۔ خواجہ فیض الدین حیدر عرف حیدر جان جہانگیر نگری (جہانگیر نگر ڈھاکہ) (سنین ولادت و وفات نامعلوم)

۸۳۔ شرر۔ سید محمد علی دہلوی ؟

۸۴۔ شفق۔ انور الدولہ، سعید الملک نواب محمد سعد الدین خاں صولت جنگ (عرف منجھلے صاحب)

رئیس کا پسی سال وفات $\frac{۱۲۹۸ھ}{۸۱-۱۸۸۰ء}$

۸۵۔ شوخی ۔ مولوی مظفر حسین خیر آبادی

۸۶۔ شوخی، شوخ۔ نادر شاہ خاں رام پوری (۱۸۶۰ء کے آس پاس غالب کے شاگرد ہوئے تھے) بیسوی صدی عیسوی کے اوائل میں فوت ہوئے تھے

۸۷۔ شوکت ۔ نواب یار محمد خاں بھوپالی ۱۶ جولائی ۱۸۳۳ء - ۱۸ اگست ۱۹۱۲ء

۸۸۔ شہاب ۔ شہاب الدین خاں رام پوری ولادت ۱۲۵۰ھ

۸۹ ۔ شہیر۔ افتخار الشعرا حافظ خان محمد خاں رام پوری ۱۲۶۲ھ - $\frac{۱۳۱۸-۱۹ھ}{۱۹۰۰-۰۱ء}$

۹۰ ۔ شیر۔ سید محمد شیر خاں بہاری (غالب کے علاوہ مولوی وحید الدین وحید الہ آبادی سے بھی اصلاح لی تھی۔

۹۱۔ شیفتہ و حسرتی۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں دہلوی۔ رئیس جہانگیر آباد (جہاں گیر آباد ضلع میرٹھ) ۱۸۰۶-۱۸۶۹ء

۹۲۔ صاحب۔ نواب سید شیر زماں خاں دہلوی ۱۲۴۰ھ - ۱۳۱۲ھ

۹۳۔ صاحب۔ محمد حسین بریلوی سنہ وفات ۱۳۰۷ھ

۹۴ ۔ صادق (عزیز) ۔ مولوی محمد عزیز الدین بدایونی ۔ ۲۹ اگست ۱۸۲۸ء - ۴ جنوری ۱۸۹۴ء

۹۵۔ صفیر۔ سید فرزند احمد صفیر بلگرامی ۔ دوشنبہ ۷ اپریل ۱۸۳۴ء - یک شنبہ ۱۱ مئی ۱۸۹۰ء

۹۶۔ صوفی۔ سید ابو محمد جلیل الدین حسین عرف شاہ فرزند علی منیری (منیر شریف ضلع پٹنہ) ۶ جنوری ۱۸۳۸ء - ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء

۹۷۔ صوفی۔ حکیم محمد علی نجیب آبادی ؟

۹۸۔ ضیا۔ منشی نور محمد ؟

۹۹۔ طالب۔ سردار محمد خاں

۱۰۰۔ طالب۔ سعید الدین احمد خاں دہلوی ۱۸۵۲ء - یک شنبہ ۳۱ اگست ۱۹۱۹ء

۱۰۱۔ طالب۔ سید شیر محمد دہلوی ؟

۱۰۲۔ طالب۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حفیظ اللہ اکبر آبادی وفات (غالباً) ۱۹۱۶ء

۱۰۳۔ طالب۔ مولوی محمد ریاض الدین ؟

۱۰۴۔ طالبؔ (شریفؔ) حکیم سید محمد شریف سیتاپوری۔ وفات ۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء (وفات بہ عمر تقریباً سو سال)

۱۰۵۔ طرّارؔ۔ مرزا سرفراز حسین

۱۰۶۔ طرزیؔ (ثاقبؔ)۔ مولانا سید قطب الدین دلاور علی جعفری ہاپوڑی وفات ۴ شوال ۱۳۲۹ھ
۲۸ ستمبر ۱۹۱۱ء

۱۰۷۔ ظفرؔ۔ ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ (ثانی) تاجدار دہلی۔ چہارشنبہ ۱۴ اکتوبر ۱۷۷۵ء
۷ نومبر ۱۸۶۲ء (جمعہ)

۱۰۸۔ ظہیرؔ۔ لالہ پیارے لال دہلوی۔ عین جوانی میں فوت ہوئے (سال وفات ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۴ء)

۱۰۹۔ عارفؔ۔ مرزا زین العابدین خاں دہلوی ــــ ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء ــ ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء

۱۱۰۔ عاشقؔ۔ ماسٹر شنکر دیال اکبرآبادی وفات بہ عمر ۷۰ سال ۳ فروری ۱۹۱۸ء

۱۱۱۔ عاشقؔ۔ منشی محمد اقبال حسین دہلوی ؟

۱۱۲۔ عاشقؔ۔ محمد عاشق حسین خاں اکبرآبادی ؟

۱۱۳۔ عاصیؔ۔ منشی شیام لال ؟

۱۱۴۔ عاقلؔ۔ سید محمد سلطان دہلوی ــ ۱۳ مئی ۱۸۵۴ء ــ ۱۴ اگست ۱۸۹۱ء

۱۱۵۔ عباسؔ۔ عباس علی ؟

۱۱۶۔ عرشیؔ۔ سید احمد حسن قنوجی شنبہ ۳ مارچ ۱۸۳۱ء ۔ جمعہ ۲۳ نومبر ۱۸۹۰ء

۱۱۷۔ عزیزؔ۔ (ولایتؔ)۔ مولانا محمد ولایت علی خاں صفی پوری مارچ ۱۸۴۳ء ۔ ۲ جولائی ۱۹۲۸ء

۱۱۸۔ عزیزؔ۔ مرزا یوسف علی خاں بنارسی ثم دہلوی وفات ۱۲۹۰ھ یا ۱۲۸۹ھ

۱۱۹۔ عطارؔ۔ شیخ عطا حسین مارہروی۔ وفات: ۲۲ نومبر ۱۸۷۹ء

۱۲۰۔ علائیؔ۔ نواب علاء الدین احمد خاں بہادر والیٔ لوہارو۔ ۲۵ اپریل ۱۸۳۲ء تا جمعہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۴ء
(۴ ذی الحجہ ۱۲۴۸ھ تا ۱۱ محرم ۱۳۰۲ھ)

۱۲۱۔ علیؔ۔ نواب علی بہادر ثانی (باندہ) ولادت قیاساً = ۱۸۴۳ء؟ ۔ وفات ۱۴ اگست ۱۸۷۳ء

۱۲۲۔ غفورؔ۔ عبدالغفار خاں (جلیسری؟) ؟

۱۲۳۔ فتنہؔ۔ بی شا ماں جان کلکتوی (طوائف) ؟

۱۲۴۔ فدا وجانی۔ حکیم سید احمد حسن سہوانی ثم بڑودوی۔ وفات (بہ عمر ۶۵ سال)۱۸۹۴ء

۱۲۵۔ فدا۔ صاحبزادہ فدا علی خاں بہادر رام پوری ؟

۱۲۶۔ فسوں۔ میر فسوں فرخ آبادی ؟

۱۲۷۔ فراق (رشکی)۔ قاضی محمد عنایت حسین بدایونی۔ وفات ۱۲ نومبر ۱۹۱۸ء

۱۲۸۔ فگار۔ منشی سید آلِ نبی شاہ جہاں پوری۔ وفات (بہ مقام حیدر آباد دکن)۔ جمادی الآخر ۱۳۱۱ھ نومبر دسمبر ۱۸۹۳ء

۱۲۹۔ فگار۔ میر حسین علی دہلوی ؟

۱۳۰۔ فوق۔ زین العابدین ؟

۱۳۱۔ فوق۔ عبدالصمد میرٹھی ؟

۱۳۲۔ فوق۔ ڈاکٹر میرزا محمد جان اکبر آبادی۔ (۱۳۰۳ھ میں بہ قیدِ حیات تھے)

۱۳۳۔ فیضی۔ فیض الحسن سردھنوی ؟

۱۳۴۔ قدر۔ سید غلام حسنین بلگرامی اکتوبر ۱۸۳۴ء تا یک شنبہ ۱۴ ستمبر ۱۸۸۴ء

۱۳۵۔ کاشف (سالک، فقیر)۔ سید بدرالدین احمد عرف فقیر صاحب دہلوی ؟

۱۳۶۔ کرم۔ شیخ کرم الٰہی فیروز پوری ؟

۱۳۷۔ کلیم۔ مولانا عبدالصمد علی گڑھی ثم اجمیری۔ وفات: یک شنبہ ۵ فروری ۱۸۹۳ء (بہ عمر تقریباً ۱۰۵ سال)

۱۳۸۔ کوکب۔ محمد تفضل حسین خاں دہلوی۔ ۱۲۵۰ھ تا ۱۲۹۰ھ (وفات بہ عمر ۴۰ سال)

۱۳۹۔ گوہر۔ گوہر جان کلکتوی (طوائف)

۱۴۰۔ لطیف۔ شیخ لطیف احمد عثمانی بلگرامی ؟

۱۴۱۔ مائل۔ میر عالم علی خاں سہوانی عالمِ شباب میں وفات پائی (زمانۂ وفات ۱۲۹۴ھ اور ۱۲۹۷ھ کے درمیان)

۱۴۲۔ مجروح۔ میر مہدی حسین دہلوی وفات جمعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۳ء (مطابق ۷ صفر ۱۳۲۱ھ)

۱۴۳۔ مخترو خانم جان۔ مرزا عبداللہ خاں رام پوری ثم دہلوی (ریختی گو) ؟

۱۴۴۔ محمد نجیب خاں (تخلص و حالات نامعلوم) ؟

۱۴۵۔ محوؔ۔ محمد حسین نہٹوری (بجنوری) ؟

۱۴۶۔ محوؔ۔ حکیم مولوی محمد محمود الحق دہلوی (۱۳۰۳ھ میں زندہ تھے)

۱۴۷۔ محوؔ۔ نواب غلام حسن خاں دہلوی

۱۴۸۔ مدہوشؔ۔ منشی سخاوت حسین انصاری بدایونی (خان بہادر) ۱۸۲۶ء تا ۱۹۰۱ء

۱۴۹۔ مشتاقؔ۔ منشی بہاری لال دہلوی ۱۸۳۵ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء

۱۵۰۔ مظہرؔ۔ حاجی محمد اسحاق عرف مظہر الحق دہلوی

۱۵۱۔ معجزؔ۔ منشی آغا علی سہسوانی۔ وفات: ۱۸۸۰ء/۱۲۹۷ھ

۱۵۲۔ مغلوبؔ۔ سید افتخار الدین رام پوری وفات (بہ عمر ۲۸ برس): ۱۲۸۱ھ

۱۵۳۔ مفتونؔ۔ پنڈت لچھمی نرائن مشران فرخ آبادی وفات (بہ عمر ۶۶ سال): یکم نومبر ۱۸۸۷ء

۱۵۴۔ مقصودؔ۔ مولوی مقصود عالم رضوی پہانوی (قصبۂ پہانی ضلع ہردوئی)

۱۵۵۔ منصورؔ۔ حافظ مصلح الدین اکبر آبادی وفات تقریباً ۱۳۰۰ھ میں

۱۵۶۔ مونسؔ۔ پنڈت شیوجی رام دہلوی

۱۵۷۔ میکشؔ۔ میر احمد حسین دہلوی ۱۲۴۲ھ تا ۱۲۷۳ھ (وفات بہ عمر ۳۱ سال)

۱۵۸۔ میکشؔ و محوی۔ ارشاد احمد دہلوی

۱۵۹۔ میناؔ۔ مولانا احمد حسین مرزاپوری (ان کا تخلص تمنا بھی ہوسکتا ہے)

۱۶۰۔ نادمؔ۔ فخر الدین رام پوری

۱۶۱۔ ناصرؔ۔ سید ناصر الدین حیدر خاں عرف یوسف مرزا لکھنوی وفات: ۱۲۰۰ھ

۱۶۲۔ ناظمؔ۔ نواب محمد یوسف علی خاں بہادر، فردوس مکاں والی رام پور، سہ شنبہ ۵ مارچ ۱۸۱۶ء تا جمعہ ۲۱ اپریل ۱۸۶۵ء

۱۶۳۔ نامیؔ۔ دیبی دیال عرف منیب جی لکھنوی (بہارِ سخن ص ۴۳۶ میں ان کا نام منشی شیو دیال عرف منیب جی ملتا ہے)

۱۶۴۔ نحیفؔ۔ غلام محمد خاں

۱۶۵۔ نامیؔ۔ محمد علی خاں مونگھیری (۱۳۰۲ھ میں زندہ تھے)

۱۶۶۔ نسیم۔ نواب محمد حسین علی سلطان مدراسی

۱۶۷۔ نشاط۔ بابو ہرگو بند سہائے اکبر آبادی۔ ۸ دسمبر ۱۸۲۸ء تا ۳ مئی ۱۸۹۱ء (مولد کول، علی گڑھ)

۱۶۸۔ نظام (مضطر، رعنا)۔ نواب محمد مردان علی خاں مراد آبادی۔ وفات دوشنبہ ۲ جون ۱۸۷۹ء

۱۶۹۔ نیتر۔ حکیم محب علی کاکوروی ۲۳ جون ۱۸۳۸ء تا ۳۱ اگست ۱۹۰۴ء

۱۷۰۔ نیتر درخشاں۔ نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر دہلوی اکتوبر ۱۸۲۱ء تا ۲۷ جون ۱۸۸۵ء

۱۷۱۔ واجد علی۔ شاہ جہاں پوری

۱۷۲۔ وحید۔ وحید الدین احمد خاں بہادر دہلوی ثم حیدر آبادی ولادت = ۱۲۶۸ھ ـــ (۱۳۲۱ھ میں زندہ تھے)

۱۷۳۔ وفا و طالب۔ میر ابراہیم علی خاں سہسوانی (سہسوان ضلع بدایوں) ۱۸۴۷ء سنہ ولادت اور اگست ۱۸۸۸ء کے بعد بڑودہ میں وفات

۱۷۴۔ وفا، اختر و نزاکت۔ خواجہ عبدالغفار جہانگیر نگری سنہ وفات ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۱ء

۱۷۵۔ وکیل۔ منشی شکور احمد پانی پتی

۱۷۶۔ ولی۔ مولوی امو جان دہلوی۔ مدرسی کے پیشے سے ۱۹۱۲ء میں سبک دوش ہوئے

۱۷۷۔ ہوشیار۔ (بیمار)۔ مولوی حکیم محمد مراد علی وفات (بہ مقام اجمیر) = ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ / ۱۸ اگست ۱۹۰۰ء

۱۷۸۔ یکتا۔ خواجہ معین الدین خاں دہلوی۔ وفات ۱۲۸۹ھ / (۷۳-۱۸۷۲ء)

۱۷۹۔ قلق۔ حکیم غلام مولیٰ عرف مولا بخش میرٹھی۔ ۱۲۴۸ھ تا ۷ شعبان ۱۲۹۷ھ / ۳۳-۱۸۳۲ء ـ ۱۵ جولائی ۱۸۸۰ء

کتابیات تیرھواں باب

۱۔ نادرات غالب۔ حصۂ اوّل ص ص ص ص ۱۳۵ تا ۱۷۹

۲۔ فیضانِ غالب ص ص ۱۲ تا ۲۹۶

۳۔ ادبی مقالے ص ص ۳۴۰/۳۶۲ تا ۳۷۷

۴۔ تلامذۂ غالب طبع دوم (مکمل کتاب)

۵۔ بہارِ سخن (تذکرہ) ص ۳۶۴

۶۔ بزمِ غالب (مختلف صفحات)

۷۔ قومی آواز لکھنؤ ۸ دسمبر ۱۹۹۶ء ضمیمہ (مقالہ ڈاکٹر اکبر حیدری)

چودھواں باب

غالبؔ کی معاشی زندگی (توقیت)

اقتصادی اعتبار سے مرزا غالبؔ کی زندگی کا انحصار جن سرکاروں اور درباروں پر رہا ان میں برٹش سرکار، مغل دربار، دربارِ اودھ اور دربارِ رامپور قابلِ ذکر ہیں۔ مرزا غالبؔ کی معاشی زندگی کے ضمن میں ان تمام سرکاروں اور درباروں سے مرزا صاحب کو ملنے والی مالی امداد کا اجمالی بیان اس کتاب کے اگلے ابواب میں علاحدہ علاحدہ پیش کیا جاتا ہے۔

غالبؔ اور برٹش سرکار

۱۸۰۲ء

غالبؔ (متولد ۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء) ابھی بہ مشکل پانچ سال کے تھے کہ اُن کے سپاہی پیشہ والد عبداللہ بیگ خاں ۱۸۰۲ء میں بہ مقام راج گڑھ ایک فوجی معرکے میں مارے گئے۔ عبداللہ بیگ خاں ۱۷۸۸ء کے آس پاس اپنے والد قوقان بیگ خاں کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوئے تھے۔ عبداللہ بیگ خاں کی شادی تقریباً ۱۷۹۳ء میں جب آگرے کے ایک

شریف اور خوش حال خاندان میں ہوئی تو وہ دہلی سے آگرہ منتقل ہو کر اپنی سسرال میں جا بسے۔ پدرِ غالبؔ عبداللہ بیگ خاں کو ۱۷۹۳ء میں اپنی شادی کے بعد جب فکرِ معاش ہوئی تو وہ اپنی زندگی کے آخری دور میں لکھنؤ، حیدر آباد (دکن) اور الور جیسے دیار و امصار کی نوکریوں کے سلسلے میں دربدری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور رہے۔ پدرِ غالبؔ عبداللہ بیگ خاں اپنی وفات کے وقت راو راجا بختاور سنگھ والیِ الور کے ملازم تھے۔ چنانچہ والد کی وفات کے بعد کچھ عرصے تک یتیم غالبؔ کی گزر بسر کا دار و مدار دربارِ الور کی مالی امداد پر بھی رہا تھا۔

۱۸۰۲ء تا ۱۸۰۵ء

اِس مدت میں یتیم غالبؔ اپنے لاولد چچا مرزا نصراللہ بیگ خاں کی سرپرستی میں رہے۔ نصراللہ بیگ خاں انگریزی عمل داری (۱۸۰۳ء) سے پہلے مرہٹوں کی جانب سے آگرے کے قلعہ دار تھے۔ نصراللہ بیگ خاں نے ۱۸۰۳ء میں جب دیارِ آگرہ لارڈ لیک کے حوالے کر دیا تو وہ برٹش سرکار کی جانب سے سترہ سو ۱۷۰۰ روپے ماہانہ پر انگریزی فوج میں چار سو ۴۰۰ سواروں کے رسالہ دار مقرر ہوئے۔ غالبؔ کے چچا نصراللہ بیگ خاں کی شادی فخر الدولہ دلاور الملک نواب احمد بخش خاں بہادر رستم جنگ (والیِ لوہارو) کی بہن سے ہوئی لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی کہ نصراللہ بیگ خاں کی زوجہ فوت ہو گئیں۔ غالبؔ کے چچا نصراللہ بیگ کو برٹش فوج کا عہدہ جن لارڈ لیک سے مِلا اُن کی سرکار

میں غالبؔ کے چچا کے سالے نواب احمد بخش خاں والیِ لوہارو کو اچھا رسوخ حاصل تھا۔ انگریزوں سے اپنے تعلقات کے سہارے نواب احمد بخش خاں نے اپنے بہنوئی نصر اللہ بیگ کو آگرے میں انگریزی فوج کا رسالدار بنوایا تھا۔ نصر اللہ بیگ نے سونک اور سونسا کے دو پرگنے اپنے زورِ بازو کی بدولت ریاست ہلکر سے حاصل کئے جو جنرل لیک کے ایک فرمان (جاری کردہ ۲۱ ستمبر ۱۸۰۵ء) کی رو سے انھیں حین حیات مقرری جاگیر میں مل گئے تھے۔

۱۸۰۶ء (غالباً اپریل) غالبؔ کے چچا مرزا نصر اللہ بیگ خاں کی آگرے میں ناوقت وفات کا واقعہ ۱۸۰۶ء (غالباً اپریل) میں پیش آیا۔

۱۸۰۶ء (۴ مئی) چچا کی وفات کے بعد غالبؔ آٹھ نو سال کے سن سے برٹش سرکار کے وظیفہ خوار (یا پنشن دار) بنے غالبؔ کے اس وظیفے یا پنشن کی رقم سات سو پچاس روپے سالانہ یعنی ساڑھے باسٹھ روپے ماہانہ مقرر ہوئی۔ غالبؔ کی یہ پنشن نواب احمد بخش خاں والی لوہارو کی سعی و سفارش سے جاری ہوئی اور یہ احمد بخش خاں کی جاگیر سے ملتی تھی۔ غالبؔ خود کو ملنے والی اس پنشن کی رقم (سات سو پچاس روپے سالانہ) سے زائد کا حق دار سمجھتے رہے اور پنشن کی رقم میں اضافے کے لیے برسوں تک برٹش سرکار کے دفتروں میں درخواستیں پیش کر کے اپنی اس برسوں کی تگ و دو میں ناکامیوں پر

ناکامیوں سے دوچار ہوتے رہے۔ پنشن میں اضافے کی کوشش ہی غالبؔ کے سفر کلکتہ کی محرک بنی تھی۔ کلکتے میں غالبؔ کی پنشن کے اس مقدمے کی کاروائی کا آغاز ۲۸ر اپریل ۱۸۲۸ء کو ہوا اور ۲۷ر جنوری ۱۸۳۱ء کو یہ مقدمہ خارج ہوا تھا۔ غالبؔ نے پنشن کے اس مقدمے میں ناکام ہونے پر اپیل کی اور وہ بھی ۱۸۴۴ء میں خارج ہوگئی۔ برٹش سرکار سے ملنے والی اِس پنشن میں اضافے کی کوششوں میں ۱۸۲۸ء سے ۱۸۴۴ء تک غالبؔ کی زندگی کے جو کم و بیش سولہ سال صرف ہوئے وہ بظاہر تو سعی لاحاصل نظر آتے ہیں لیکن اس مقدمے کی بدولت غالبؔ برٹش سرکار کے درباروں، دفتروں اور افسروں تک رسائی حاصل کرتے رہے۔ انگریز افسروں کی مدح میں قصائد و منظومات تیار کرتے رہے۔ انگریز حاکموں کی مدح میں غالبؔ کے فارسی قصیدوں کی تعداد مولانا غلام رسول مہرؔ کے ایسے غالبؔ شناس نے ڈیڑھ درجن متعین فرمائی ہے [غالب: غلام رسول مہرؔ ص ص ۴۸۴ تا ۴۸۶ اِن اعداد کی تصدیق کے لیے ہم مزید تحقیق کی ضرورت کے منکر نہیں۔ (ڈاکٹر) کاظم علی خاں لکھنؤ ۲۲ر مارچ ۱۹۹۷ء]

برٹش سرکار سے غالبؔ کے روابط استوار کرنے میں پنشن کے اِس مقدمے کی کاروائی بھی دخل رکھتی تھی۔ برٹش سرکار کے اعلا افسروں اور معمولی عہدے داروں کی مدح میں غالبؔ کے جو ادبی آثار معرضِ وجود میں آئے

وہ ان کی ادبی زندگی کے ارتقا کی داستان کے مطالعے
اور تفہیم میں بھی معاون ثابت ہوں گے۔ اس کے علاوہ
برٹش سرکار کی مدح سرائی کی بدولت غالبؔ دربار میں
کرسی نشینی، انعام واکرام اور خلعت کے جن اعزازات
سے سرفراز ہوتے رہے وہ عہدِ غالبؔ میں سماجی اعتبار
سے ان کی شہرت و نام وری میں اضافے کا سبب
بنتے رہے تھے۔ غالبؔ کی منثور فارسی کتاب "دستنبو"
میں بھی برٹش سرکار کی مدح میں صفحے کے صفحے موجود
ہیں۔ مئی ۱۸۰۶ء سے فروری ۱۸۶۹ء میں اپنی وفات
تک غالبؔ برٹش سرکار کے پنشن دار رہے تھے۔
غالبؔ نے اپنی منثور فارسی کتاب "دستنبو" (مطبوعہ
نومبر ۱۸۵۸ء) میں اس سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا
اردو مفہوم ملاحظہ ہو:

"... میں نے ... انگریزی حکومت کے نان و
نمک سے پرورش پائی ہے اور بچپن سے ان
فاتحینِ عالم کے دستر خوان کا ریزہ چیں ہوں۔
..." (غالبؔ اور انقلاب ستاون" ص ۱۰۱)۔

کتابیات۔ چودھواں باب

۱۔ دیوانِ غالب کامل ص ص ۱۰۱ تا ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۸ تا ۱۱۰

۲۔ ذکرِ غالب ص ص ۲۳ تا ۲۴، ۲۶ تا ۳۲، ۵۲ تا ۵۹، ۶۳ تا ۶۶، ۷۲ تا ۷۷، ۸۵ تا ۸۶

۳۔ غالب اور انقلاب ستاون ص ۱۰۱

۴۔ غالب از غلام رسول مہر ص ص ۸۴ تا ۸۶

۵۔ غالب کی آپ بیتی: مرتبہ نثار احمد فاروقی ص ص ۱۸ تا ۲۰، ۲۶، ۳۵ تا ۴۲، ۶۸ تا ۶۹۔

۶۔ کلیاتِ غالب (نظم فارسی) قصائد و قطعات بہ مدح انگریز حکام

۷۔ رسالہ دو ماہی اکادمی لکھنؤ: مدیر علی جواد زیدی۔ مارچ۔ اپریل ۱۹۸۳ء [مقالہ ڈاکٹر کاظم علی خاں: "دستنبو" کا تحقیقی مطالعہ" ص ص ۶۲ تا ۶۳، ۶۸، ۷۰ تا ۷۳، ۷۵ تا ۸۱]

۸۔ غالب نامہ: شیخ محمد اکرام ص ص ۱۱۸ تا ۱۲۷

۹۔ غالب: ڈاکٹر سید عبد اللطیف ص ص ۸۷ تا ۸۹

۱۰۔ احوالِ غالب: پروفیسر مختار الدین احمد طبع ۱۹۸۹ء ص ص ۱۲۳ تا ۱۳۴ (مقالہ غلام رسول مہر: "غالب کی خاندانی پنشن")

۱۱۔ فسانۂ غالب: مالک رام ص ص ۱۰۶ تا ۱۱۷ (غالب کی پنشن کے مقدمے کا عرضی دعوا)

۱۲۔ باغِ دو در: غالب۔ مرتبہ وزیر الحسن عابدی ص ص ۵ تا ۸، ۲۳ تا ۲۴، ۴۷ تا ۴۹ (انگریز افسروں کے بارے میں غالب کے فارسی منظومات)

۱۳۔ بزم غالب: عبد الرؤف عروج ص ص ۲۹ تا ۳۰، ۴۸ تا ۴۹، ۷۲ تا ۷۹، ۳۰۹ تا ۳۱۱ (انگریزوں سے غالب کے روابط)

۱۴۔ نکاتِ غالب: غالب۔ مرتبہ نظامی بدایونی (غالب کے خود نوشت حالات) ص ص ۶، ۸، ۱۵ تا ۱۶۔

پندرھواں باب

مغل دربار سے غالبؔ کے روابط (توقیت)

۱۷۵۶ء (۲۴ اپریل کے بعد) مغل دربار سے خانوادۂ غالبؔ کے روابط کا سلسلہ ان کی ولادت (دسمبر ۱۷۹۷ء) سے برسوں قبل اُس وقت قائم ہوا جب غالبؔ کے دادا مرزا قوقان بیگ خاں ۱۷۵۶ء میں مغل فوج میں نوکر ہوئے مگر مئی ۱۷۷۱ء کے بعد غالبؔ کے دادا نے مغل فوج کی نوکری ترک کر کے مہاراجا جے پور کی سرکار میں ملازمت اختیار کر لی۔

۱۸۳۴ء تا ۱۸۳۷ء (۲۰ نومبر) مغل حکمرانوں سے مرزا غالبؔ کے روابط کی ابتدائی شہادت مرزا صاحب کا وہ فارسی قصیدہ ہے جو اکبر شاہ ثانی شعاعؔ دہلوی (دورِ حکومت ۱۸۰۶ء تا ۱۸۳۷ء) کی مدح میں ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں کہا گیا تھا۔ یہ قصیدہ کلیاتِ غالبؔ (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء ص ص ۲۱۲ تا ۲۱۵ میں قصیدۂ سیزدہم (قصیدہ نمبر ۱۳) کے طور پر درجِ ذیل مطلعے کے ساتھ شامل ہے:ــ

دریں زمانہ کہ کِلکِ رصد نگار حکیم
ہزار و دو صد و پنجاہ راند در تقویم

اس قصیدے کے آخری حصّے میں غالبؔ نے اکبر شاہ ثانی

شعاع کے اُن چہیتے فرزند شہزادہ سلیم کی بھی مدح کی تھی
جو مغل دربار کی سیاست میں اگلے بادشاہ بہادر شاہ ظفر
کے سیاسی حریف کی حیثیت رکھتے تھے۔ ۱۸۳۴ء کے
اس فارسی قصیدے میں شہزادہ سلیم کی یہ مدح سرائی
غالبؔ کے لیے بعد میں خاصی دشواریوں کا سبب
بنی کیونکہ اکبر شاہ ثانی کی وفات (۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء) کے
بعد تختِ شاہی شہزادہ سلیم کے بجائے بہادر شاہ ظفر
کو ملا۔ ظفرؔ اپنے سیاسی حریف شہزادہ سلیم کی مدح کرنے
پر غالبؔ سے ۱۸۳۴ء میں سخت کبیدہ خاطر ہوئے۔
جب بہادر شاہ ظفر ۲۹ ستمبر ۱۸۳۷ء کو بادشاہ بنے تو
وہ ایک عرصے تک غالبؔ کی مغل دربار میں رسائی
کی تگ ودو میں سدِراہ بنے رہے۔ غالبؔ اپنی جس
فارسی شاعری اور فارسی زبان میں دستگاہ کے
بل بوتے پر مغل دربار میں رسائی چاہتے تھے وہ فارسی
زبان ہی ۲۰ نومبر ۱۸۳۷ء کو مغل دربار سے خارج
کردی گئی۔

۱۸۴۷ء (۲۵ مئی) گھر پر جوا خانہ چلانے کے الزام میں برٹش سرکار کے
قانون کے تحت غالبؔ کی گرفتاری عمل میں آئی۔ مغل
بادشاہ ظفرؔ نے غالبؔ سے اپنی ناراضگی کے باوجود ان
کی رہائی کی کوشش کی مگر یہ کوشش ناکام رہی اور
غالبؔ کو قید کی سزا کاٹنا پڑی۔

۱۸۴۹ء (شنبہ ۴ اگست) غالبؔ کی فارسی نثر کی کتاب پنج آہنگ کی پہلی
اشاعت مطبعِ سلطانی دہلی سے مغل بادشاہ ظفرؔ کے زیرِ

عمدۃ الحکما حکیم احسن اللہ خاں (مہتمم مطبع شاہی دہلی) کے ایما پر ہوئی۔

۱۸۵۰ء (دوشنبہ یکم جولائی) غالبؔ پچاس روپے ماہانہ کے مشاہرے پر مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کے درباری ملازم ہوئے غالبؔ کی اس ملازمت میں ظفرؔ کے وزیر کی سفارش کا دخل تھا۔

۱۸۵۰ء (پنج شنبہ ۴ جولائی) مغل دورِ حکومت کی تاریخ نویسی پر بہادر شاہ ظفرؔ کے دربار میں غالبؔ مامور کئے گئے۔ مغل فرماں روا ظفرؔ نے دربار میں غالبؔ کو چھ پارچے کے خلعت اور "نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ" کے خطاب سے بھی سرفراز کیا۔ جولائی ۱۸۵۰ء میں جب غالبؔ دربارِ ملازمت، خلعت و خطاب سے نوازا گئے تو اس وقت بہادر شاہ ظفرؔ دہلوی شعر و سخن میں شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ دہلوی (زمانۂ حیات: یک شنبہ ۲۲ اگست ۱۷۹۰ء تا شبِ پنج شنبہ ۱۶ نومبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۰۴ھ تا ۲۴ صفر ۱۲۷۱ھ) کے شاگرد تھے۔ مغل حکمراں بہادر شاہ ظفرؔ کے استاد ہونے کے باعث اس وقت مغل دربار میں غالبؔ کے ادبی حریف ذوقؔ دہلوی کی تعظیم و توقیر غالبؔ کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی۔ غالبؔ اور ذوقؔ کی ادبی معرکہ آرائیوں میں بہادر شاہ ظفرؔ ظاہر کہ غالبؔ کے مقابلے میں اپنے استاد ذوقؔ کے طرف دار و ہم نوا رہتے تھے۔ (مغل دربار میں اپنے شایانِ شان مرتبہ حاصل کرنے میں غالب

کی ناکامیوں کا سلسلہ ذوق کی وفات (۱۶ر نومبر ۱۸۵۴ء) تک جاری رہا تھا۔

۱۸۵۲ء (اپریل) مُغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے فرزند شہزادہ جواں بخت کی شادی کے سہرے کے سلسلے میں ذوق سے غالب کی ادبی چشمک کا واقعہ ظہور میں آیا۔

۱۸۵۳ء (قبل از اپریل) غالب نے بہادر شاہ ظفر کے شاہی فرمان پر ایک فارسی مثنوی ("کلماتِ طیبات") لکھی جس میں ظفر کے شیعہ ہو جانے کی خبر کی تغلیط کی گئی تھی۔

۱۸۵۴ء (۲۳ر جنوری) اس تاریخ کے آس پاس بہادر شاہ ظفر کی کتاب (اعلام نامہ) کی جو اشاعت منظرِ عام پر آئی اس میں غالب کی ایک منثور اردو تقریظ بھی چھپی تھی۔

۱۸۵۴ء (شب پنج شنبہ ۱۶ر نومبر) بہادر شاہ ظفر کے استاد اور غالب کے ادبی حریف ذوق دہلوی کی وفات اور بعد کو ان کی جگہ غالب بہادر شاہ ظفر کے اُستاد مقرر ہوئے

۱۸۵۴ء (جمعہ ۲۴ر نومبر۔ مطابق ۲ر ربیع الاول ۱۲۷۱ھ) غالب کی منثور فارسی کتاب "مہرِ نیم روز" کی پہلی اشاعت عمل میں آئی۔ اس میں مغل دورِ حکومت کے ایک حصے کی مختصر تاریخ ہے ــــ کتاب کا مواد اردو میں غالب کو دوسرے لوگ فراہم کرتے رہتے تھے۔ غالب اردو عبارت کو فارسی میں لکھنے کا کام سرانجام دیتے تھے۔ مہرِ نیم روز پہلی بار فخر المطابع دہلی سے شائع ہوئی تھی جو شاہی پریس تھا۔

۱۸۵۴ء (نومبر کے بعد) وفاتِ ذوق کے بعد غالب بادشاہ ظفر کے اُستاد بننے کے ساتھ ساتھ ظفر کے ولی عہد مرزا فخرو

رمزؔ دہلوی کے بھی استاد مقرر ہوئے۔ ولی عہد کی سرکار
سے غالبؔ کے لیے چار سو روپے سالانہ کا وظیفہ غریب
شاعر کی معاشی زندگی میں اقتصادی خوش حالی کا سبب بنا۔
مرزا فخرو رمزؔ کی مدح میں غالبؔ کا ایک فارسی قطعہ کلیاتِ
غالبؔ (نظم فارسی۔ طبع ۱۸۶۳ء ص ص ۳۲ تا ۳۴) میں قطعہ
نمبر ۳۸ کی شکل میں موجود و محفوظ ہے۔ مرزا فخرو رمزؔ کے
علاوہ جن دوسرے تیموری شہزادوں کی مدح میں غالبؔ کا
کلام ملتا ہے اُن میں مرزا شاہ رُخ، مرزا فرخندہ شاہ، مرزا
خضر سلطان خضرؔ دہلوی (شاگردِ غالبؔ) اور مرزا خدا بخش
قیصرؔ کے نام شامل ہیں۔ مغل دربار سے روابط کے
نتیجے میں غالبؔ کے (فارسی و اردو میں) جو منظوم و منثور
ادبی آثار معرضِ وجود میں آئے اُن کی تعداد و مقدار قابلِ
ذکر ہے اور ان کے بارے میں مفید معلومات ڈاکٹر خلیق
انجم کی کتاب "غالبؔ اور شاہانِ تیموریہ" (ص ص ۵۸ تا ۷۴،
۸۱ تا ۸۳) میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہیں۔

۱۸۵۶ء (۱۰ جولائی) — شاگردِ غالبؔ شہزادہ مرزا فخرو رمزؔ دہلوی کی ناوقت
وفات اور اُن کی جانب سے مقررہ چار سو روپے سال کا
وظیفہ موقوف۔

۱۸۵۷ء (۱۱ مئی تا ۲۲ ستمبر) — دہلی میں برٹش سرکار کے خلاف بغاوت۔ باغیوں
نے ضعیف و کم زور مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ کو بغاوت
کی سربراہی کرنے پر مجبور کیا۔ "دستنبو" میں غالبؔ کے ایک
بیان کا اردو مفہوم ملاحظہ ہو:

"فوج نے بادشاہ کو اپنے حلقے میں لے لیا، جیسے

چاند کو گہن لگ جائے۔ ماہِ نو تو گہن میں نہیں آتا۔
گہن تو چودھویں رات کے چاند کو لگتا ہے۔ بادشاہ
اُس چاند کی طرح تھا جس کو گہن لگ گیا ہو۔ وہ ماہِ
کامل نہیں تھا۔" [دستنبو اردو ترجمہ مشمولہ" غالبؔ
اور انقلاب ستاون" ص ص ۱۰۷ تا ۱۰۸]

دیارِ دہلی برٹش سرکار کے قبضے سے نکل کر باغیوں کے
اقتدار میں آیا۔ برٹش سرکار سے ملنے والی غالبؔ کی
ساڑھے باسٹھ روپے ماہانہ کی پنشن بند ہو گئی۔ بہادر
شاہ ظفرؔ اور برٹش سرکار کی فوجوں میں مہینوں تک صف
آرائی کا سلسلہ جاری رہا۔ غالبؔ شاہ ظفرؔ کے درباری
ملازم کی حیثیت سے مغل دربار میں حاضر ہو کر مغل
فوج کی کامیابی پر دربار میں تہنیتی اشعار پیش کرتے
رہے۔ غالبؔ اگر باغیوں کی ہم نوائی نہ کرتے تو خود
باغیوں کے عتاب کا ہدف وشکار ہوتے۔ بغاوت
کے اس زمانے کے دوران غالبؔ باغیوں سے" بہ باطن
بے گانہ وبہ ظاہر آشنا" رہے۔ [مکاتیبِ غالبؔ متن ص
۹۔ مکتوبِ غالبؔ بہ نام ناظم۔ (فارسی خط)]

۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء کو برٹش سرکار نے دہلی پر دوبارہ
اقتدار قائم کر لیا۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۵۷ء کو مغل بادشاہ بہادر
شاہ ظفرؔ برٹش سرکار کے جنگی قیدی بنائے گئے۔
۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء کو مغل شہزادے گرفتار ہو کر برٹش
فوج کے افسر ہڈسن کے ہاتھوں گولیوں سے بھون
ڈالے گئے۔ غالبؔ نے دستنبو میں مغل بادشاہ پر

مقدمے اور مغل شہزادوں کی سزائے موت کا اجمالی ذکر کیا ہے [(۱) دستنبو۔ فارسی۔ طبع ۱۹۶۹ء ص ۱۳۱ (۲) دستنبو مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالبؔ۔ فارسی۔ طبع اپریل ۱۸۸۸ء ص ۱۰۴ (۳) غالبؔ اور انقلاب ستاون۔ دستنبو کا اردو ترجمہ ص ص ۱۳۳ تا ۱۳۴ (۴) دو ماہی اکادمی لکھنؤ مارچ اپریل ۱۹۸۳ء ص ۷۹ مقالہ راقم الحروف "دستنبو کا تحقیقی مطالعہ"]

۱۸۵۸ء (۲۷ جنوری تا ۹ دسمبر) غالبؔ کے مربی، ممدوح و شاگرد مغل حکمراں بہادر شاہ ظفرؔ دہلوی پر برٹش سرکار نے بغاوت کا مقدمہ چلایا ۹ مارچ ۱۸۵۸ء کو شاہ ظفرؔ پر بغاوت کا الزام ثابت ہوا بادشاہ ہندوستاں سے ملک بدر کر کے رنگون (برما۔ نیا نام میانمار) بھیجے گئے۔ ۹ دسمبر ۱۸۵۸ء کو بادشاہ رنگون پہنچے اور وہیں آخری سانس تک برٹش سرکار کے سیاسی قیدی رہے۔

۱۸۶۲ء (جمعہ ۷ نومبر) غالبؔ کے مربی، ممدوح و شاگرد معزول مغل حکمراں بہادر شاہ ظفرؔ دہلوی نے رنگون ہی میں جمعہ ۷ نومبر ۱۸۶۲ء مطابق ۱۴ جمادی الاوّل ۱۲۷۹ھ کو صبح پانچ بجے قیدِ حیات نیز قیدِ فرنگ سے رہائی پائی اور اسی دن سہ پہر چار بجے رنگون میں اُن کی تدفین ہوئی۔ (۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے ۹ دسمبر ۱۸۵۸ء تک کے واقعات کے اجمال کی تفصیلات زیرِ نظر کتاب کے ابواب نمبر ۸ نیز ۹ میں پیش کی جا چکی ہیں۔ ڈاکٹر کاظم علی خاں لکھنؤ ۲۳ مارچ ۱۹۹۷ء)

کتابیات — پندرھواں باب

۱- دیوانِ غالب کامل ص ص ۱۰۰ تا ۱۰۱، ۱۱۲

۲- غالب اور شاہانِ تیموریہ ص ص ۱۱ تا ۱۴، ۱۶، ۱۹، ۲۴ تا ۲۹، ۵۲ تا ۷۴، ۸۱ تا ۸۳

۳- کلیاتِ غالب (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء ص ص ۳۲ تا ۳۴، ۲۱۲ تا ۲۱۵۔

۴- بہادر شاہ ظفر: ڈاکٹر اسلم پرویز ص ص ۳۸ تا ۵۴، ۱۴۸ تا ۱۵۳

۵- بہادر شاہ ظفر: امیر احمد علوی۔ جولائی ۱۹۳۵ء ص ص ۸۰ تا ۸۹، ۹۳ تا ۱۱۴

۶- انگریزی کتاب "این ایڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا": مجمدار ۵۲۳

۷- ذکرِ غالب ص ص ۸۹ تا ۹۲

۸- یادگارِ غالب: حالی ص ص ۲۷ تا ۳۳، ۳۵ تا ۳۸،

۹- رسالہ غالب نامہ نئی دہلی۔ جولائی ۱۹۸۴ء ص ص ۲۰۶ تا ۲۰۹ [مقالہ (ڈاکٹر) کاظم علی خاں: "پنج آہنگ کا تحقیقی مطالعہ"]

۱۰- رسالہ دو ماہی اکادمی لکھنؤ۔ مارچ ۱۹۸۲ء ص ص ۶۱ تا ۶۵ [مقالہ (ڈاکٹر) کاظم علی خاں: "مہرِ نیم روز تحقیق کی روشنی میں"]

۱۱- ہماری زبان نئی دہلی۔ یکم ستمبر ۱۹۸۱ء ص ۱ [مقالہ (ڈاکٹر) کاظم علی خاں: "بہادر شاہ ظفر کی کتاب پر غالب کی ایک تقریظ"]

۱۲- تلاش و تحقیق: (ڈاکٹر) کاظم علی خاں ص ص ۱۴۱ تا ۱۴۳، ۱۴۸ تا ۱۵۰

۱۳- غالب اور انقلاب ستاون ص ص ۱۰۷ تا ۱۰۸، ۱۳۳ تا ۱۳۴

۱۴- مکاتیبِ غالب: مولانا امتیاز علی عرشی ص ۹ (غالب کا فارسی مکتوب بہ نام والیٔ رام پور نواب یوسف علی خاں ناظم)

۱۵- دستنبو (فارسی): غالب۔ طبع ۱۹۶۹ء ص ۳۱

۱۶- دستنبو (فارسی) مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالب (فارسی) طبع اپریل ۱۸۶۸ء ص ۴۱

سولھواں باب

دربارِ اودھ سے غالبؔ کے روابط (توقیت)

دیارِ لکھنؤ عہدِ غالبؔ میں علوم وفنون اور شعروادب کے ایک اہم وقابلِ ذکر مرکز کی حیثیت سے ہندوستان کے ادبی نقشے پر ایک ممتاز ونمایاں نام ومقام کا مالک بن چکا تھا۔ دیارِ لکھنؤ کی سرزمین دربارِ اودھ کی فیاضانہ اور کاملینِ علم وفن کی زبردست قدر افزائی کی بدولت جتنے اور جیسے صاحبانِ فضل وکمال عالموں، قادرالکلام شاعروں اور قابلِ ذکر صاحبِ طرز نثر نگاروں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی یہاں اُس کی تفصیل پیش کرنا تحصیلِ حاصل ہے۔ اس اجمال کی تفصیلات درج ذیل مصادر میں موجود محفوظ ہیں:

(۱) فسانۂ عجائب: رجب علی بیگ سرورؔ لکھنوی۔ دیباچے کا بیان لکھنؤ سے متعلق حصہ (۲) گذشتہ لکھنؤ: مولانا عبدالحلیم شررؔ (۳) لکھنؤ کا دبستان شاعری: ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی) (۴) لکھنؤ کی زبان: محمد باقر شمس لکھنوی (۵) تاریخ لکھنؤ: مولانا آغا مہدی (جلد اوّل ودوم) (۶) لکھنؤ کی تہذیبی میراث: ڈاکٹر سید صفدر حسین (۷) رجب علی بیگ سرورؔ حیات اور کارنامے: ڈاکٹر نیر مسعود رضوی (تحقیقی مقالہ

برائے ڈی۔فل) (۸) اودھ آئینہ ایام میں: مرتبہ سید امجد حسین (۹) رسالہ نیا دور لکھنؤ فروری/مارچ ۱۹۹۴ء (اودھ نمبر) ص ص ۸۳ تا ۹۶ [مقالۂ (ڈاکٹر) کاظم علی خاں "اودھ میں اردو شاعروں کی آخری آرام گاہیں" نیز دیگر مقالات]

اٹھارہویں اور انیسویں صدی عیسوی کے دوران دوسرے مقامات سے ہجرت کرنے والے شاعروں کی جو کھیپ کی کھیپ کھنچ کھنچ کر فیض آباد اور لکھنؤ جیسے اودھ کے شہروں میں آئے دن آآ کر بستی رہی اُن کی طویل و مرعوب کن فہرست میں انبار در انبار قد آور و نام ور سخن وروں کے نام شامل ہیں۔ لکھنؤ کا معمورۂ شعر و سخن جو اتنے باکمال سخن وروں کی پناہ گاہ بنا ہوا تھا اُس کی جانب بھلا غالبؔ کے ایسے ذہین، ہوش مند، دور اندیش اور معاملہ فہم (بلکہ دنیادار) انسان کی توجہ کیوں نہ مبذول ہوتی ـــ! چنانچہ مرزا غالبؔ دہلوی بھی دیارِ لکھنؤ اور دربارِ اودھ سے تعلقِ خاطر کا جذبہ رکھے بغیر نہ رہ سکے۔ والیانِ اودھ اور اُن کے متوسلین کے لیے فارسی قصیدے، قطعے اور مثنوی وغیرہ کی شکل میں غالبؔ کے منظومات کے پیشِ نظر ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اودھ کی سرزمینِ لکھنؤ کو غالبؔ اپنے لیے روشن امکانات سے بھرپور ایک "سپورٹ بیس (SUPORT BASE) سمجھتے تھے۔

حکومتِ اودھ کے زوال کے بعد لکھنؤ کا مطبع

منشی نول کشور اور اس سے نکلنے والا اودھ اخبار بھی لکھنؤ سے غالبؔ کی دل بستگی کا محرک رہا تھا۔ منشی نول کشور پریس لکھنؤ غالبؔ کی زندگی میں چھپنے والی اُن کی کئی کتابوں کا طابع و ناشر بھی رہا تھا جن میں یہ کتب شامل تھیں (۱) قاطع برہان (فارسی نثر۔ طبع مارچ ۱۸۶۲ء/رمضان ۱۲۷۸ھ) (۲) کلیاتِ غالبؔ (فارسی نظم طبع ۱۸۶۳ء/۱۲۷۹ھ) (۳) نامۂ غالبؔ (اردو نثر مطبوعہ اودھ اخبار لکھنؤ اکتوبر ۱۸۶۵ء) (۴) دعاے صباح (فارسی نظم مطبوعہ ۶۷-۱۸۶۶ء) (۵) پنج آہنگ (فارسی نثر مطبوعہ جنوری ۱۸۶۸ء) (۶) مہرِ نیم روز (فارسی نثر مطبوعہ جنوری ۱۸۶۸ء) (۷) دستنبو (فارسی نثر مطبوعہ جنوری ۱۸۶۸ء)۔ آخری تینوں کتابیں دراصل کلیاتِ نثرِ غالبؔ مطبوعہ جنوری ۱۸۶۸ء میں یک جا چھپی تھیں — حیاتِ غالبؔ کے دوران نول کشور پریس لکھنؤ سے چھپنے والی اِن کتابوں کے علاوہ نول کشور پریس لکھنؤ سے نکلنے والے اودھ اخبار میں مرزا غالبؔ و تلامذۂ غالبؔ کی منثور و منظوم ادبی تخلیقات شائع ہوتی رہتی تھیں۔ اودھ اخبار لکھنؤ میں مرزا صاحب کی کامیابیوں کے متعلق ایسی دل خوش کن خبریں بھی چھپتی رہتی تھیں جو غالبؔ کی مدح و ستائش اور تعظیم و توقیر سے مغلوب و معمور ہوتی تھیں۔ دیارِ لکھنؤ غالبؔ کے ایسے متعدد دوستوں، شاگردوں، ممدوحوں، قدردانوں اور مکتوب الیہوں کا وطن یا مسکن بھی تھا جو غالبؔ کو عزیز تھے۔ ان لوگوں میں

یہ افراد شامل تھے: ناسخ، مفتی محمد عباس سیّد، سلطان العلماء مولانا سید محمد مجتہد العصر، سید العلماء مولانا سید حسین عرف میرن صاحب، نواب حسین مرزا، غلام حسنین قدر بلگرامی، منشی نول کشور، امیر مینائی، بادشاہ بیگم، سبحان علی خاں، رجب علی بیگ سرور، میر مظفر حسین ضمیر، مرزا عباس بیگ، حاتم علی بیگ مہر، یوسف مرزا، میر افضل علی افضل لکھنوی عرف سید صاحب، خورشید احمد خورشید دہلوی ثم لکھنوی، دیبی دیال نامی لکھنوی اور حکیم محب علی نیر (متوطن کاکوری ضلع لکھنؤ)۔

انھیں تمام وجوہ کے باعث غالب اپنے دل میں دربارِ اودھ اور دیارِ لکھنؤ کے لیے ہم دردی سے معمور ایک نرم گوشہ رکھتے تھے۔ خطوطِ غالب کے نصف درجن سے زائد اقتباسات ہماری اس بات کا بہ خوبی اثبات کرتے ہیں جو ہم اپنے کئی مقالات میں پیش کر چکے ہیں [دیکھیے (۱) تلاش دبیر: کاظم علی خاں۔ طبع ۱۹۷۹ء ص ص ۹۶ تا ۹۷ (۲) "مرزا غالب اور مفتی محمد عباس" مقالہ از ڈاکٹر کاظم علی خاں۔ غیر مطبوعہ قلمی نسخہ اوراق ۱ تا ۲]۔ یہاں ان میں سے لکھنؤ کے بارے میں خطوط غالب سے بہ طور مثال محض چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

(۱) "لکھنؤ کا کیا کہنا ہے، وہ ہندوستان کا بغداد تھا۔ اللہ اللہ! وہ سرکار امیر گر تھی۔ جو بے سر و سامان وہاں پہنچا امیر بن گیا۔ اس باغ کی یہ فصلِ خزاں ہے۔"

(اردوے معلّیٰ حصہ ۱، طبع اوّل ص ۲۶)

(۲) "ہائے لکھنؤ! کچھ [نہیں] کھلتا کہ اُس بہارستان پر کیا گزری ؛ اموال کیا ہوئے ؛ اشخاص کہاں گئے ؛ خاندانِ شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا [ہوا] ؛ قبلہ و کعبہ مجتہد العصر کی سرگزشت کیا ہے ؟" (عودِ ہندی طبع اول ص ۱۰۱)

(۳) "لکھنؤ کی ویرانی پر دل جلتا ہے" (اردوے معلیٰ حصہ ۱ طبع اوّل ص ۱۵)

(۴) "ہائے! لکھنؤ کے چھاپے خانے نے جس کا دیوان چھاپا اس کو آسمان پر چڑھا دیا، حسنِ خط سے الفاظ کو چمکا دیا" (اردوے معلیٰ حصہ ۱ طبع اوّل ص ۱۵۴)

دربارِ اودھ اور دیارِ لکھنؤ سے غالب کے اس غیر معمولی ہم دردانہ رویّے کے پس پشت کارفرما عوامل و محرکات میں ایک سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے والد مرزا عبداللہ بیگ خاں اپنی زندگی کے ایک ناسازگار دور میں لکھنؤ پہنچ کر والیِ اودھ نواب آصف الدولہ کی سرکار سے وابستہ رہ چکے تھے جیسا کہ خود غالب نے اپنے ایک خط (بہ نام حبیب اللہ ذکا) میں لکھا ہے: "باپ میرا عبداللہ بیگ خاں بہادر لکھنؤ جا کر نواب آصف الدولہ کا نوکر رہا۔۔۔" (اردوے معلیٰ طبع اوّل ص ۳۵)

والیِ اودھ نواب آصف الدولہ کی سرکار میں غالب کے والد کو یہ نوکری کس سنہ میں ملی اِس کے بارے میں

دست یاب مصادر خاموش ہیں لیکن متعلقہ مواد کے
تجزیاتی جائزے سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ پدرِ غالبؔ
کو لکھنؤ میں واقع دربارِ اودھ میں یہ ملازمت نوآب
آصف الدولہ والیِ اودھ کے عہد میں ملی تھی۔ عہدِ آصفی
۲۶ر جنوری ۱۷۷۵ء سے شروع ہوکر آصف الدولہ کی
وفات ۲۱ر ستمبر ۱۷۹۷ء تک جاری رہا تھا۔ گویا یہ واقعہ
غالبؔ کی ولادت ۲۷ر دسمبر ۱۷۹۷ء سے قبل کے زمانے
سے تعلق رکھتا ہے۔ قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ
غالبؔ کے والد عبداللہ بیگ خاں دربارِ اودھ کی
ملازمت حاصل کرنے پر اپنے والد قوقان بیگ
خاں کی وفات ۱۷۸۸ء کے بعد مجبور ہوئے ہوں
گے اور عبداللہ بیگ خاں کو نوکری کرنے کی ضرورت
اُن کی شادی (تقریباً ۱۷۹۳ء) کے بعد پیش آئی ہوگی۔
ان قرائن و امکانات کی روشنی میں ہمارا یہ معروضہ
شائد غلط نہ ہو کہ پدرِ غالبؔ عبداللہ بیگ خاں کو
لکھنؤ میں واقع دربارِ اودھ میں یہ ملازمت بہ عہدِ نوآب
آصف الدولہ ۱۷۸۸ء بلکہ شائد ۱۷۹۳ء کے بعد مگر
وفاتِ آصف الدولہ ۲۱ر ستمبر ۱۷۹۷ء سے قبل کے
زمانے میں ملی ہوگی اور یہ واقعہ غالبؔ کی ولادت
۲۷ر دسمبر ۱۷۹۷ء سے قبل ظہور میں آیا ہوگا۔ دربارِ اودھ
سے غالبؔ کے روابط کی توقیت سطورِ ذیل میں پیش
کی جاتی ہے۔

۱۷۸۸ء تا ۲۱ر ستمبر ۱۷۹۷ء — اس مدت کے دوران کسی بھی سال غالبؔ کے

والد عبداللہ بیگ خاں کو والیِ اودھ نوّاب آصف الدولہ کے دربار (واقع لکھنؤ) میں غالبؔ کی ولادت (۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء) سے قبل نوکری ملی تھی۔

۱۸۲۶ء (مارچ) شعبان ۱۲۴۱ھ — غالبؔ اپنے سفر کلکتہ کے دوران لکھنؤ پہنچے اور لکھنؤ میں وہ مہینوں مقیم رہے۔

۱۸۲۷ء (جمعہ ۲۲ جون) — غالبؔ لکھنؤ سے براہِ کان پور سفرِ کلکتہ کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ والیِ اودھ غازی الدین حیدر کے دورِ حکومت کا واقعہ ہے جو سہ شنبہ ۱۳ جولائی ۱۸۱۴ء سے شنبہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء تک جاری رہا تھا۔ غالبؔ کے قیام لکھنؤ کے دوران معتمد الدولہ آغا میر اودھ کے وزیر تھے۔ لکھنؤ میں غالبؔ نے مارچ ۱۸۲۶ء سے جولائی ۱۸۲۶ء تک کم و بیش پانچ ماہ کا زمانہ علالت میں گزارا تھا۔ ۴ اگست ۱۸۲۶ء کے آس پاس بیماری سے افاقہ ہونے پر غالبؔ نے راجا صاحب رام کے وکیل کو مندرجۂ ذیل تین چیزیں بھیجی تھیں۔

(۱) وزیر اودھ آغا میر کے لیے ایک عرض داشت

(۲) شاہ اودھ (غازی الدین حیدر) کے لیے ایک (فارسی) قصیدہ

(۳) سبحان علی خاں کے لیے ایک (فارسی) خط

ان امور کا ذکر سبحان علی خاں اور منشی محمد حسن کے نام غالبؔ کے بعض فارسی خطوط میں موجود ہے۔ غالبؔ کے ان فارسی خطوط کا اردو ترجمہ "پنج آہنگ" (آہنگِ پنجم): مترجمہ محمد عمر مہاجر (کراچی۔ طبع ۱۹۶۹ء) ص ص ۵۶ تا ۶۰، ۸۹ تا ۹۰ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ سطورِ بالا میں شاہِ اودھ

غازی الدین حیدر کی مدح میں غالبؔ کے جس (فارسی) قصیدے کا ذکر آیا ہے وہ باشاہ کے حضور میں پیش نہ کیا جاسکا۔ کلیاتِ غالبؔ (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء/۱۲۷۹ھ ص ص ۲۰۷ تا ۲۱۲ میں یہی قصیدہ اب قصیدہ نمبر ۴۹ طور پر اپنی بدلی ہوئی شکل میں غازی الدین حیدر کے فرزند و جانشین فرماں روائے اودھ نصیر الدین حیدر کی مدح میں موجود ہے۔ اس قصیدے کا مطلع یہ ہے:

گر بہ سنبل کدۂ روضۂ رضواں رفتم
ہوسِ زُلف ترا سلسلہ جنباں رفتم

غالبؔ نے اسی موقع پر اگست ۱۸۲۶ء میں وزیرِ اودھ آغا میر کے لیے ایک غیر منقوط فارسی نثر بھی تیار کی تھی۔ آغا میر کی مدح میں غالبؔ کی یہ غیر منقوط فارسی نثر پنج آہنگ مشمولہ کلیاتِ نثر غالبؔ۔ مطبع نول کشور کان پور مطبوعہ اپریل ۱۸۸۸ء ص ص ۶۵ تا ۶۶ (آہنگِ چہارم) نیز گلِ رعنا: غالبؔ۔ مرتبہ مالک رام۔ دہلی۔ ۱۹۷۰ء ص ص ۱۵۲ تا ۱۵۳ میں دیکھی جا سکتی ہے [برائے تفصیل رجوع کیجئے مقالہ "غالبؔ کا قیام لکھنؤ تحقیق کی روشنی میں"؛ (ڈاکٹر) کاظم علی خاں مطبوعہ ہماری زبان نئی دہلی۔ یکم مارچ ۱۹۸۰ء ص ص ۱ تا ۲، ۵، نیز ص ۷]۔ غالبؔ اپنی یہ غیر منقوط فارسی نثر وزیرِ اودھ آغا میر کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے تھے مگر غالبؔ کو آغا میر سے ملاقات کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اِن حالات میں غالبؔ وزیرِ اودھ آغا میر سے کبیدہ خاطر ہو کر جمعہ ۲۲ جون ۱۸۲۷ء کو براہِ کانپور لکھنؤ سے اپنے سفر کلکتہ پر روانہ ہو گئے تھے

۳۵-۱۸۳۴ء/۱۲۵۰ھ — کلیاتِ غالبؔ (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء/۱۲۷۹ھ ص ص ۴۰ تا ۴۲ میں قطعہ نمبر ۴۷ کی شکل میں شاہِ اودھ نصیرالدین حیدر کی شادی پر غالبؔ کا ایک فارسی قطعۂ تہنیت بھی دست یاب ہوتا ہے۔ فرماں روائے اودھ نصیرالدین حیدر کی یہ شادی ۱۲۵۰ھ (۳۵-۱۸۳۴ء) کا واقعہ ہے۔

۱۸۳۷ء (قبل از ۸ جولائی) — ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء کو شاہِ اودھ غازی الدین حیدر کی وفات ہو جانے کے باعث غالبؔ نے بعد کو اپنا مذکورہ فارسی قصیدہ غازی الدین حیدر کے فرزند و جانشین شاہِ اودھ نصیرالدین حیدر کے نام کر دیا تھا۔ (بہ حوالۂ معتمد الدولہ آغا میر۔ اسلاف و اخلاف" ص ص ۲۲ تا ۴۲)۔ غالبؔ کے ممدوح نصیرالدین حیدر ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء سے ۸ جولائی ۱۸۳۷ء تک اودھ کے حکمراں رہے تھے (تلخیص تاریخ اودھ ۲ ص ص ۳۶۵، ۴۷۴)۔ غالبؔ کے ایک اردو خط سے پتا چلتا ہے کہ شاہ اودھ نصیرالدین حیدر نے اس قصیدے پر (۱۸۳۷ء میں) پانچ ہزار روپے کے انعام کا حکم دیا مگر درباریوں کی خیانت کی بدولت یہ انعام غالبؔ کو نہ مل سکا (مکتوبِ غالبؔ بہ نام تفتہ مطبوعہ "غالبؔ کے خطوط" جلد ۱، مرتبہ ڈاکٹر خلیق انجم ص ص ۳۲۷ تا ۳۲۸)۔

۱۸۴۲ء (مئی) — شاہِ اودھ امجد علی شاہ (عہدِ حکومت: مئی ۱۸۴۲ء تا ۱۳ فروری ۱۸۴۷ء) کی مدح میں بھی غالبؔ نے ایک فارسی قصیدہ کہا تھا جس کا مطلع یہ ہے:-

شادم کہ گردشے بہ سزا کرد روزگار
بے بادہ کامِ عیش روا کرد روزگار

یہ فارسی قصیدہ کلیاتِ غالبؔ (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء، ص ص ۳۱۲ تا ۳۱۶ میں قصیدہ ۵۰ کے طور پر موجود ہے اور اسے کلیاتِ غالبؔ : مرتبہ امیر حسن نورانی طبع فروری ۱۹۶۸ء ص ص ۴۲۴ تا ۴۲۷ میں بھی دیکھا جا سکتا ہے (ر۔ک ”امجد علی شاہ“ : سید سبطِ محمد نقوی ص ص ۹۹، ۱۳۰ تا ۱۳۱ نیز ص ۱۵۴)۔ امجد علی شاہ کی مدح کے اس فارسی قصیدے کے صلے سے غالبؔ نظر بہ ظاہر محروم ہی رہے تھے۔ اسی لیے انھوں نے یہی قصیدہ بعد میں امجد علی شاہ کے فرزند و جانشین فرماں روائے اودھ سلطانِ عالم واجد علی شاہ اخترؔ کے نام کر دیا جیسا کہ مکتوبِ غالبؔ بہ نام نوابؔ یوسف مرزا (مکتوبہ ۲۸ نومبر ۱۸۵۹ء) میں غالبؔ کے اِس بیان سے ظاہر ہوتا ہے :

”۔۔۔ جہاں پناہ [شاہِ اودھ واجد علی شاہ] کی مدح کی فکر نہ کر سکا۔ یہ قصیدہ ممدوح [امجد علی شاہ] کی نظر سے گزرا نہ تھا۔ میں نے اسی میں امجد علی شاہ کی جگہ واجد علی شاہ کو بٹھا دیا۔ خدا نے بھی تو یہی کیا تھا۔ انوریؔ نے بارہا ایسا کیا ہے کہ ایک کا قصیدہ دوسرے کے نام پر کر دیا۔ میں نے اگر باپ کا قصیدہ بیٹے کے نام پر کر دیا تو کیا غضب کیا۔۔۔“ (غالبؔ کے خطوط : مرتبہ ڈاکٹر خلیق انجم جلد ۲ ص ۷۷۷)

۱۸۴۷ء (۱۳ فروری) تا ۱۸۵۶ء (فروری)	امجد علی شاہ کی وفات کے بعد اُن کے فرزند سلطانِ عالم واجد علی شاہ اختر لکھنوی ۱۳ فروری ۱۸۴۷ء سے ۶ فروری ۱۸۵۶ء تک اودھ کے حکمراں رہے [بہ حوالہ (۱) "سلطانِ عالم واجد علی شاہ": پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب ص ص ۲۹ تا ۳۰، ۱۰۱، ۱۴۶ تا ۱۴۷، ۲۶۳۹ تا ۲۶۹ - (۲) (انگریزی کتاب) اودھ انڈر واجد علی شاہ: بھٹناگر ص ص ۹، ۱۵۰ تا ۱۵۱ (۳) "واجد علی شاہ کا دور، مٹیا برج" ص ص ۱۴، ۲۱ (۴) "تحقیقی نوادر": ڈاکٹر اکبر حیدری ص ص ۲۵۴ تا ۲۷۴] فرماں روائے اودھ واجد علی شاہ کی مدح میں غالب کے درج ذیل منظوم فارسی تخلیقات موجود محفوظ ہیں: (۱) فارسی قصیدہ: ع "سخن ز روضۂ رضواں بکوے یار کشد" (کلیاتِ غالب۔ نظم فارسی۔ طبع ۱۸۶۳ء، قصیدہ نمبر ۵۱ ص ص ۳۱۶ تا ۳۱۹) (۲) فارسی قصیدہ: ع "رواست شور نشید و ترانہ مستاں را" (کلیاتِ غالب۔ طبع ۱۸۶۳ء۔ قصیدہ ۵۲ ص ص ۳۱۹ تا ۳۲۲) (۳) فارسی قصیدہ: ع "بیا در کربلا تا آں ستم کش کارواں بینی" (کلیاتِ غالب طبع ۱۸۶۳ء۔ قصیدہ نمبر ۵۳ ص ص ۳۲۲ تا ۳۲۵)۔ غالب کا یہ قصیدہ نظر بہ ظاہر ۲۴ مئی ۱۸۵۴ء (مطابق ۲۶ شعبان ۱۲۷۰ھ) کے بعد ۱۸۵۴ء/۱۲۷۰ھ ہی میں کہا گیا ہوگا (بہ حوالہ "تحقیقی نوادر": ڈاکٹر اکبر حیدری ص ۳۵۴)۔ (۴) فارسی مثنوی: ع "بنام ایزدنے مجموعۂ راز" (کلیاتِ غالب:

مرتبہ امیر حسن نورانی طبع فروری ١٩٦٨ء مثنوی نمبر ۹
ص ص ٣٩٥ تا ٣٩٧ نیز کلیات غالب طبع ١٨٦٣ء
٧٩ ١٢ھ مثنوی نمبر ۹ ص ص ١١٣ تا ١١٤)۔ غالب کی اس
مثنوی کا منظر بہ ظاہر ١٢٧١ھ/ ٥٥-١٨٥٤ء کے آس
پاس کی تخلیق ہونا قرین قیاس ہے۔ ڈاکٹر کاظم علی خاں
لکھنؤ مورخہ ٢٦ مارچ ١٩٩٧ء۔

غالب نے دربارِ اودھ اور دیارِ لکھنؤ سے اپنے
دیرینہ اور گہرے روابط کا ذکر اُن اردو خطوط میں بھی
بہ تکرار کیا ہے جن کا زمانہ تحریر اواخر اپریل ١٨٥٦ء
سے ١٥ فروری ١٨٦٧ء تک کے درمیانی دور کو محیط
ہے۔ غالب کے یہ اردو خطوط مرزا حاتم علی مہر، نواب
یوسف مرزا، میاں داد خاں سیاح، غلام حسنین قدر
بلگرامی، میر مہدی حسین مجروح نیز منشی حبیب اللہ ذکا کے
نام ہیں اور سطورِ گذشتہ میں ان میں سے بعض کے
تراشے پیش کیے جا چکے ہیں "پنج آہنگ" اور "باغ دودر"
جیسی مرزا غالب کی فارسی کتابوں میں بھی بہ زبان فارسی
تحریر ہونے والے مرزا صاحب کے خطوط میں بھی
دیارِ لکھنؤ اور دربارِ اودھ کا ذکر اور دربار سے متعلق اشخاص
کے بارے میں بیانات اور حوالہ جات موجود ہیں جن کی
تفصیلات یہاں بہ خوفِ طوالت حذف کی جاتی ہیں۔

دربارِ اودھ سے غالب کو انعام و اکرام کے علاوہ
وظیفہ بھی ملتا تھا۔ ان امور کا ذکر خود غالب کے اردو
خطوط میں موجود ہے۔ خطوطِ غالب کے متعلقہ حصے

سطورِ ذیل میں ملاحظہ ہوں:

اقتباس (۱) "۔۔۔ سُنو صاحب! تم جانتے ہو کہ میں ۱۴ پارچے
کا خلعت ایک بار اور ملبوس خاص شالی [غالباً شال یا
رومال، دوشالہ ایک بار پیش گاہِ حضرت سلطانِ عالم
[یعنی واجد علی شاہ تاجدارِ اودھ] سے پاچکا ہوں
مگر یہ بھی جانتے ہو کہ وہ خلعت مجھ کو دوبار کس
کے ذریعے سے ملا ہے؟ یعنی جناب قبلہ و کعبہ
حضرت مجتہد العصر مدظلہ العالی [مجتہد العصر سے غالب
کی مراد ہیں سلطان العلماء مجتہد العصر قبلہ و کعبہ حضرت
سید محمد صاحب خلفِ اکبر حضرت مولانا دالدار علی
صاحب قبلہ غفران مآب۔ کاظم علی خاں۔ بہ حوالہ
"بزم غالب" ص ص ۲۰۷ تا ۲۰۷]۔ اب آدمیت اس
کی مقتضی نہیں ہے کہ میں بے ان کے توسط کے
مدح گستری کا قصد کروں۔ چنانچہ قصیدہ لکھ کر اور
جیسا کہ میرا دستور ہے کاغذ کو بنوا کر حضرت پیر و مرشد
[مولانا سید محمد صاحب قبلہ مراد ہیں۔ کاظم علی خاں]
کی خدمت میں بھیج دیا ہے۔ یقین ہے کہ حضرت
نے وہاں [وہاں یعنی کلکتہ جہاں معزولی کے بعد
سلطانِ عالم واجد علی شاہ مقیم رہے تھے ـــــ
کاظم علی خاں] بھیج دیا ہوگا اور میں تم کو بھی لکھ چکا
ہوں کہ میں نے قصیدہ لکھنؤ کو بھیج دیا ہے۔۔۔۔"

[غالب کے اس خط کی تاریخِ تحریر شنبہ ۵ نومبر ۱۸۵۹ء
ہے اور یہ خط نواب یوسف مرزا کے نام ہے۔ ڈاکٹر

اکبر حیدری نے غالبؔ کے زیرِ بحث خط کو مرزا یوسف
عزیزؔ بناری کے نام درج فرمایا ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کا
یہ گمراہ کن اندراج نظرِ ثانی کا محتاج ہے۔ دیکھئے: (۱)
غالبؔ کے خطوط جلد دوم: ڈاکٹر خلیق انجم ص ص ۷۶۷ نیز
۷۷۵ (۲) تحقیقی نوادر: ڈاکٹر اکبر حیدری ص ۳۱۴ مع حاشیہ نمبر ۱
ڈاکٹر کاظم علی خاں لکھنؤ مؤرخہ ۲۶ مارچ ۱۹۹۷ء]

اقتباس (۲) "۔۔۔ واجد علی شاہ بادشاہِ اودھ کی سرکار سے بہ
صلۂ مدح گستری پانسو روپے سال مقرر ہوئے
وہ بھی دو برس سے زیادہ نہ جیے۔ یعنی اگرچہ اب تک
جیتے ہیں، مگر سلطنت جاتی رہی اور تباہی سلطنت
دو ہی برس میں ہوئی۔۔۔" [ر۔ک: (۱) غالبؔ
کے خطوط جلد دوم: مرتبہ خلیق انجم ص ص ۶۰۹ تا ۶۱۰
مکتوب غالبؔ بہ نام چودھری عبد الغفور سرورؔ۔ زمانۂ
تحریرِ خط نومبر ۱۸۶۰ء (۲) عودِ ہندی: غالبؔ۔ مطبع
مجتبائی میرٹھ۔ طبع اوّل مطبوعہ رجب ۱۲۸۵ھ
اکتوبر ۱۸۶۸ء ص ۳۶۔ بہ نام چودھری سرورؔ]

مرزا غالبؔ کا بیان ہے کہ شاہانِ اودھ نصیر الدین
حیدر اور امجد علی شاہ نے بھی مرزا صاحب کے لیے
مدح کے صلے میں انعام کا اعلان کیا تھا مگر شومیِ قسمت
سے وہ انعام سے محروم رہے تھے۔ قاضی عبد الودود
نے نصیر الدین حیدر اور امجد علی شاہ کی جانب سے
انعام کے اعلان کے سلسلے میں غالبؔ کے بیان کی
صحت سے انکار کیا ہے (بہ حوالۂ کتاب "کچھ غالبؔ

کے بارے میں" حصہ اول: قاضی عبدالودود۔ طبع ۱۹۹۵ء،
ص ص ۱۴ تا ۱۶)۔ قاضی عبدالودود کی تحریروں میں راقم
الحروف نے کہیں یہ بھی پڑھا تھا کہ قاضی صاحب مرزا
غالبؔ کو واجد علی شاہ (فرماں روائے اودھ) کی سرکار
سے ملنے والے پانچ سو روپے سالانہ کے وظیفے کے
بھی قائل نہ تھے۔ سرِدست اس کا حوالہ دینے سے قاصر
ہوں۔

دربارِ اودھ کے متعدد عہدے داروں اور وزیروں
سے بھی غالب دوستی یا مکاتبت کا تعلق رکھتے تھے جن
میں یہ افراد قابلِ ذکر ہیں: سفیرِ اودھ مقیم کلکتہ خان بہادر
مولوی سید کرم حسین بلگرامی، معتمد الدولہ آغا میر (وزیر
اودھ)، قطب الدولہ (واجد علی شاہ کے درباری) امین
الدولہ نواب امداد حسین خاں (وزیرِ اودھ) سبحان علی
خاں (نائب وزیرِ اودھ) نیز مفتی سید محمد عباس
سید لکھنوی (واجد علی شاہ لکھنؤ کے ان عالمِ دین
کے زبردست قدرداں تھے) ان افراد کا ذکر بزمِ
غالبؔ پنج آہنگ اور باغ دودر کے حوالے سے
کیا گیا ہے۔

کتابیات ۔ سولھواں باب

۱۔ اردوے معلیٰ حصہ ۱ طبع اوّل ص ۳۵ (مکتوبِ غالب بہ نام ذکا)
۲۔ پنج آہنگ (آہنگِ پنجم) اردو ترجمہ از محمد عمر مہاجر ص ص ۱۱ تا ۱۲
۳۔ اوراقِ معانی ص ص ۵۶ تا ۶۰، ۸۹ تا ۹۰
۴۔ کلیاتِ غالب (نظم فارسی) طبع ۱۸۶۳ء/۱۲۷۹ھ ص ص ۴۰ تا ۴۲، ۱۱۳ تا ۱۱۴، ۳۰۷ تا ۳۱۶ (قصیدہ نمبر ۴۹) ص ص ۳۱۷ تا ۳۲۵
۵۔ پنج آہنگ مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالب ۔ اپریل ۱۸۸۸ء ص ص ۶۵ تا ۶۶ (آہنگِ چہارم)
۶۔ گلِ رعنا: غالب ۔ مرتبہ مالک رام ص ص ۱۵۲ تا ۱۵۳
۷۔ ہماری زبان نئی دہلی ۔ یکم مارچ ۱۹۸۰ء ص ص ۱ تا ۲، ۵ نیز ص ۷ (مقالہ کاظم علی خاں: "غالب کا قیامِ لکھنؤ ۔ تحقیق کی روشنی میں")
۸۔ معتمد الدولہ آغا میر ۔ اسلاف و اخلاف ص ص ۲۷ تا ۳۷
۹۔ تلخیصِ تاریخِ اودھ حصہ ۲ ص ص ۳۶۵، ۷۶ ۴
۱۰۔ غالب کے خطوط جلد ۱: مرتبہ خلیق انجم ص ص ۳۲۷ تا ۳۲۸ (مکتوبِ غالب بہ نام تفتہ)
۱۱۔ امجد علی شاہ: سبطِ محمد نقوی ص ص ۹۹، ۱۳۰ تا ۱۳۱ نیز ص ۱۵۴
۱۲۔ غالب کے خطوط جلد ۲: مرتبہ خلیق انجم ص ۷۷۷ (مکتوبِ غالب بہ نام یوسف مرزا مورخہ ۲۸ نومبر ۱۸۵۹ء)

۱۳۔ سلطانِ عالم واجد علی شاہ: پروفیسر مسعود حسن ادیب ص ص ۲۹ تا ۳۰،
۱۰۱، ۱۴۶ تا ۱۴۷، ۲۶۳ تا ۲۶۹
۱۴۔ (انگریزی کتاب) "اودھ انڈر واجد علی شاہ": بھٹناگر ص ص ۱۵۰،۹ تا ۱۵۱
۱۵۔ تحقیقی نوادر: ڈاکٹر اکبر حیدری ص ص ۴۲۵ تا ۴۲۷، ۴۳۵
۱۶۔ واجد علی شاہ کا دورِ مٹیا برج ص ص ۱۴ تا ۲۱
۱۷۔ کچھ غالبؔ کے بارے میں (حصہ اول): قاضی عبدالودود ص ص ۱۴ تا ۱۶۔
۱۸۔ فسانۂ عجائب: مولفہ رجب علی بیگ سرورؔ۔ مرتبہ رشید حسن خاں ص ص
۵ تا ۲۵
۱۹۔ گذشتہ لکھنؤ: شررؔ لکھنوی (پوری کتاب)
۲۰۔ لکھنؤ کا دبستانِ شاعری: ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی (مختلف صفحات)
۲۱۔ رجب علی بیگ سرورؔ۔ حیات اور کارنامے: ڈاکٹر نیر مسعود رضوی
۲۲۔ لکھنؤ کی زبان: محمد باقر شمسؔ لکھنوی
۲۳۔ لکھنؤ کی تہذیبی میراث: ڈاکٹر سید صفدر حسین (پاکستانی اڈیشن)
۲۴۔ رسالہ نیا دور لکھنؤ۔ فروری۔ مارچ ۱۹۹۴ء اودھ نمبر
۲۵۔ اودھ آئینہ ایام میں: مرتبہ سید امجد حسین (مختلف مقالات)
۲۶۔ قاطع برہان: غالبؔ طبع اول مطبوعہ ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۲ء سرورق نیز ص ۹۲ (خاتمۃ الطبع)
۲۷۔ "نامۂ غالبؔ" مطبوعہ اودھ اخبار لکھنؤ (بہ حوالہ "مطالعۂ نثرِ غالبؔ": ڈاکٹر کاظم
علی خاں۔ تحقیقی مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ قلمی نسخہ ورق ۸۹)
۲۸۔ ذکرِ غالبؔ ص ۱۷۷ (بیان متعلق بہ "نامۂ غالب اردو")
۲۹۔ دعاے صباح: غالبؔ
۳۰۔ کلیاتِ نثرِ غالبؔ (فارسی) طبع جنوری ۱۸۶۸ء مطبع نول کشور لکھنؤ
۳۱۔ نیا دور لکھنؤ منشی نول کشور نمبر (مقالہ کاظم علی خاں)
۳۲۔ تلاشِ دبیرؔ: کاظم علی خاں ص ص ۹۶ تا ۹۷

۳۳۔ مرزا غالب اور مفتی محمد عباس" (مقالہ از ڈاکٹر کاظم علی خاں۔ قلمی وغیر مطبوعہ اوراق ۱ تا ۲)۔

۳۴۔ تواریخِ نادر العصر: نول کشور (بہ سلسلۂ مختلف والیانِ اودھ)

۳۵۔ نوابینِ اودھ اودھ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے سیاسی رشتے: ڈاکٹر مصطفےٰ حسین نظامی ص ص ۱۷۸ تا ۱۷۹، ۲۰۵ تا ۲۳۰، ۲۳۸ تا ۲۸۶

۳۶۔ (انگریزی کتاب) دی میکنگ آف کالونیل لکھنؤ، وینا تلوار اولڈن برگ

۳۷۔ (انگریزی کتاب) "اے فیتل فرنڈشپ": آر۔ ایل۔ جونس

سترھواں باب

غالبؔ اور دربارِ رام پور

والیِ رام پور نواب یوسف علی خاں ناظمؔ (زمانۂ حیات = سہ شنبہ ۵ مارچ ۱۸۱۶ء تا جمعہ ۲۱ اپریل ۱۸۶۵ء) کے بزرگوں سے غالبؔ کے روابط ۱۸۴۰ء میں قائم ہوئے۔ والیِ رام پور ہونے سے قبل نواب یوسف علی خاں ناظمؔ دہلی میں غالبؔ سے فارسی پڑھ چکے تھے یوسفؔ علی خاں جب اپنے والد والیِ رام نوابؔ محمد سعید خاں بہادر کی وفات (یکم اپریل ۱۸۵۵ء) کے بعد ریاستِ رام پور کے نوابؔ ہوئے تو غالبؔ نے اُن کی خدمت میں قطعۂ تاریخِ جلوس کہ کر ارسال کیا مگر غالبؔ کو اس کا جواب بھی نہ ملا۔ جنوری ۱۸۵۷ء میں مولانا فضل حق خیرآبادی، نوابؔ یوسف علی خاں اور غالبؔ کے درمیان قدیم روابط کی تجدید کا وسیلہ بنے۔ مولانا فضل حق کے حکم پر غالبؔ نے ۲۸ جنوری ۱۸۵۷ء (یوم چہار شنبہ) کو والیِ رام پور نوابؔ یوسف علی خاں کی خدمت جو فارسی عریضہ ارسال کیا اُس کے جواب میں نوابؔ صاحب نے ۵ فروری ۱۸۵۷ء کو مبلغ دو سو پچاس روپے کی رقم کے ساتھ اپنے چند

اشعار بہ غرضِ اصلاح غالبؔ کو روانہ کیے۔ اس کے
جواب میں غالبؔ نے نوّاب یوسف علی خاں والیِ رام پور
کے نام ۱۲؍ فروری ۱۸۵۷ء کو ایک فارسی خط ارسال کیا۔
غالبؔ نے اپنے ۱۵؍ فروری ۱۸۵۷ء کے اگلے اردو
خط میں نواب یوسف علی خاں کے لیے برائے تخلص
چند الفاظ (ناظمؔ، عالیؔ، شوکتؔ اور نیسانؔ) تجویز کیے۔
نوّاب صاحب نے غالبؔ کے نام اپنے یکم مارچ
۱۸۵۷ء کے خط میں "ناظمؔ" تخلص پسند کرنے کی اطلاع
دی۔ ان امور سے پتا چلتا ہے کہ والیِ رام پور نوّاب
یوسف علی خاں نے ۵؍ فروری ۱۸۵۷ء کو غالبؔ کی
شاگردی اختیار کی اور یکم مارچ ۱۸۵۷ء سے غالبؔ
کا تجویز کردہ تخلص ناظمؔ" قبول کیا۔ والیِ رام پور نوّاب ناظمؔ
کی جانب سے پہلے تو غالبؔ کو وقتاً فوقتاً مالی امداد
ملتی رہی بعد میں جولائی ۱۸۵۹ء میں دربارِ رام پور سے
مبلغ سو روپے ماہانہ کا وظیفہ بھی ملنے لگا جو غالبؔ
کی وفات فروری ۱۸۶۹ء تک جاری رہا (۱) مکاتیب
غالبؔ۔ دیباچہ ص ص ۷۱ تا ۷۸، ۸۰ تا ۸۲ نیز متن حواشی
ص ۱۲۰ (۲) تلامذۂ غالبؔ ص ص ۱۲ ۵، ۱۴ ۵ تا ۱۵ ۵ ۳۱۵ (
انتخابِ یادگار حصہ ۲ ص ۱۴۲ (۴) ذکرِ غالبؔ ص ص ۱۰۵
تا ۱۰۶ (۵) آبِ حیات ص ۵۱۲)

فروری ۱۸۵۷ء سے ۱۵؍ فروری ۱۸۶۹ء تک اپنی
زندگی کے آخری بارہ سال کے دوران دربارِ رام پور سے
روابط غالبؔ کی اقتصادی، سماجی اور ادبی زندگی کے

لیے جس اہمیت کے حامل رہے اس کی اجمالی کیفیت
سطورِ ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

(۱) دربارِ رام پور کی مالی اعانت غالبؔ کی زندگی کے
سخت معاشی بحران کے دوران زندہ رہنے کا وسیلہ
ثابت ہوئی۔

(۲) ۱۸۵۷ء کے بحرانی دور میں برٹش سرکار نے غالبؔ
کو باغیوں کا طرف دار قرار دے کر ان کی جو ماہانہ پنشن
بند کر دی تھی وہ والیِ رام پور نوابؔ یوسف علی خاں
ناظمؔ کی سعی و سفارش سے دوبارہ جاری ہوئی اور
نوابؔ صاحب ہی کی کوشش سے غالبؔ کا نام
برٹش سرکار کے باغیوں کی "سیاہ فہرست"
(BLACK LIST) سے خارج ہوا تھا (رک: (۱)
ذکرِ غالبؔ ص ص ۱۱۰ تا ۱۱۵ (۲) مکاتیبِ غالبؔ
دیباچہ ص ص ۵۹ تا ۶۱ (۳) غالبؔ کے خطوط جلد ۳
ص ۱۰۸۰ خط مؤرخہ ۱۳ مارچ ۱۸۶۰ء بہ نام آرامؔ)

(۳) والیِ رام پور نوابؔ یوسف علی خاں ناظمؔ کے استاد
کی حیثیت سے دربارِ رام پور سے غالبؔ کی وابستگی
سے عہدِ غالبؔ کے (جاگیر دارانہ سرکار و دربار پر مبنی)
سماجی نظام میں غالبؔ کی سماجی قدر و منزلت میں
اضافہ بھی ایک قابلِ ذکر پہلو ہے۔

(۴) فروری ۱۸۵۷ء سے فروری ۱۸۶۹ء تک دربارِ رام پور
سے بارہ سالہ روابط نے غالبؔ کی ادبی زندگی پر
بھی مثبت و خوش گوار اثر ڈالا۔ غالبؔ کے فارسی و

اردو کے منظوم ومنثور ادبی آثار کی ایک قابل لحاظ
تعداد دربارِ رام پور سے غالبؔ کے انھیں روابط
کی یادگار ہے جن کی اجمالی کیفیت سطور ذیل میں
ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

(۵) والیِ رام پور نواب یوسف علی خاں ناظمؔ کے نام
غالبؔ کے ۴۳ عدد مطبوعہ نثری خطوط معرضِ وجود
میں آئے۔ ان میں سے چار خطوط فارسی نثر میں
اور باقی ۳۹ خطوط اردو نثر میں موجود و محفوظ ہیں
(والیانِ رام پور کے نام غالبؔ کے گم شدہ یا تلف
ہو جانے والے خطوط ان ۴۳ خطوط سے علاحدہ ہیں)

(۶) والیِ رام پور نواب کلبِ علی خاں نوابؔ (عہدِ حکومت
۱۸۶۵ء تا ۲۳ مارچ ۱۸۸۷ء) کے نام غالبؔ کے
چھ درجن (یعنی ۷۲ عدد) اردو خطوط دربارِ رام پور
سے غالبؔ کے انھیں روابط کا ثمرہ ہیں جو مطبوعہ
شکل میں "مکاتیبِ غالبؔ" میں موجود و محفوظ ہیں

(۷) دربارِ رام پور یا دیارِ رام سے وابستہ دوسرے
اور بھی مختلف افراد کے نام غالبؔ کے دست
یاب ۱۳ عدد مطبوعہ اردو مکاتیب بھی غالبؔ کے
دربارِ رام پور سے روابط کا نتیجہ ہیں [برائے تفصیل
ر۔ک : (۱) "مکاتیبِ غالبؔ" (متن) ص ص ۲ تا
۱۱۸ (۲) "مقالات و نشریات" ص ص ۲۸۳ تا ۲۸۴
مقالۂ کاظم علی خاں : "مکاتیبِ غالبؔ مرتبہ مولانا
عرشی۔ ایک تحقیقی جائزہ"]

(۸) غالبؔ اور دربارِ رام پور کے روابط کی بدولت غالبؔ کے متعدد مطبوعہ منظوم ادبی آثار بھی مُعرضِ وجود میں آئے جو "مکاتیبِ غالبؔ"، مرتبہ مولانا امتیاز علی خاں عرشیؔ میں ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔ "مکاتیبِ غالبؔ" متن ص ص ۳ تا ۵) میں والیِ رام پور نوابؔ یوسف علی خاں ناظمؔ کی مدح میں غالبؔ کا جو فارسی قصیدہ ملتا ہے اس کا مطلع یہ ہے:-

ہما نا اگر گوہرِ جاں فرستم
بہ نوابؔ یوسف علی خاں فرستم

ناظمؔ کی مدح میں غالبؔ کا یہ فارسی قصیدہ "کلیاتِ غالبؔ" (نظم فارسی)۔ طبع ۱۸۶۳ء / ۱۲۷۹ھ ص ص ۳۲۵ تا ۳۲۷ میں قصیدہ نمبر ۵۴ کی شکل میں بھی شامل ہے۔ "مکاتیبِ غالبؔ" (متن۔ص ۷۹۔ خط نمبر ۱۰۰/۹۱) میں غالبؔ کی ایک فارسی رباعی بھی دربارِ رام پور سے غالبؔ کے روابط کی دین ہے۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں غالبؔ کے متعدد اور بھی منظوم فارسی و اردو ادبی آثار کی نشان دہی ہم اپنی کتاب "مقالات ونشریات" ص ص ۲۸۷ تا ۲۹۱ میں کر چکے ہیں۔

(۹) دربارِ رام پور سے روابط کی بدولت غالبؔ نے دو بار دیارِ رام پور کے سفر بھی کیے۔ ان دونوں سفروں کی توقیت سطورِ ذیل میں پیش کی جارہی ہے:

غالبؔ کا پہلا سفرِ رام پور

۱۸۶۰ء(۱۹ جنوری)	دہلی سے رام پور کے لیے روانگی
۱۸۶۰ء(۲۷ جنوری)	ورودِ رام پور
۱۸۶۰ء(۱۷ مارچ)	رام پور سے دہلی کے لیے روانگی
۱۸۶۰ء(۲۴ مارچ)	سفرِ رام پور سے دہلی واپسی "ذکرِ غالبؔ" ص ص ۱۱۳ تا ۱۱۴

غالبؔ کا دوسرا سفرِ رام پور

۱۸۶۵ء(۷ اکتوبر)	سفرِ رام پور پر دہلی سے غالبؔ کی روانگی
۱۸۶۵ء(۱۲ اکتوبر)	ورودِ رام پور
۱۸۶۵ء(۲۲ دسمبر)	دہلی کے لیے رام پور سے روانگی
۱۸۶۶ء(۸ جنوری)	سفرِ رام پور سے غالبؔ کی دہلی واپسی

"ذکرِ غالبؔ" ص ص ۱۲۴ تا ۱۲۷)

غالبؔ دیارِ رام پور کے ان سفروں کے بعد بھی
اپنی وفات ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء تک دربارِ رام پور سے
مبلغ سو روپے ماہانہ کی رقم پاتے رہے تھے۔ اس
کے علاوہ دربارِ رام پور سے غالبؔ کو انعام یا مختلف
مدوں کے نام سے مالی امداد بھی ملتی رہتی تھی۔
غالبؔ کی وفات کے بعد والی رام پور نوابؔ کلب
علی خاں نوابؔ نے غالبؔ مرحوم پر باقی قرضے کو
ادا کرنے کے لیے مبلغ چھ ۶ سو روپے کی رقم بھی غالبؔ
کی زوجہ امراؤ بیگم کو (۳۰ اکتوبر ۱۸۶۹ء کے بعد) بھیجی
تھی ("ذکرِ غالبؔ" ص ص ۱۴۱ تا ۱۴۲)۔

کتابیات ۔ سترھواں باب
۱۷

۱۔ مکاتیب غالب (دیباچہ) ص ص ۵۹ تا ۶۱، ۷۱ تا ۷۸، ۸۰ تا ۸۱ (نیز متن و حواشی) ص ص ۲ تا ۱۱۸، ۱۲۰

۲۔ تلامذۂ غالب ص ص ۵۱۲، ۵۱۴ تا ۵۱۵

۳۔ انتخاب یادگار (حصہ ۲) ص ۴۱ ۲

۴۔ ذکر غالب ص ص ۱۰۵ تا ۱۰۷، ۱۱۰ تا ۱۱۵، ۱۲۴ تا ۱۲۷، ۱۴۱ تا ۱۴۲

۵۔ غالب کے خطوط (جلد ۴) : مرتبہ ڈاکٹر خلیق انجم ص ۱۰۸۰ (مکتوب بہ نام آرام)

۶۔ مقالات ونثریات: (ڈاکٹر) کاظم علی خاں ص ص ۲۸۳ تا ۲۸۴، ۲۸۷ تا ۲۹۱

۷۔ کلیات غالب (نظم فارسی) طبع ۳ ۱۸۶۹/۱۲۷۹ھ ص ص ۳۲۵ تا ۳۲۷ — (قصیدہ نمبر ۵۴)

۸۔ آب حیات ص ۵۱۲

ڈاکٹر کاظم علی خاں
لکھنؤ ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء
۲۷۔ بی/۱۰ اجا پلنگ روڈ لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۱
(اقامتی فون نمبر۔ ۲۷۳۱۹۰۔ ۰۵۲۲)

کتابیات

آبِ حیات: مولانا محمد حسین آزاد۔ الہ آباد۔ ۱۹۶۲ء

آج کل نئی دہلی (ماہنامہ)۔ جنوری ۱۹۸۴ء مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں

آغا جو شرف۔ احوال و آثار: [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ لکھنؤ۔ ۱۹۹۰ء

اٹھارہ سو ستاون ۱۸۵۷ء۔ اخبار اور دستاویزیں: مرتبہ عتیق صدیقی۔ دہلی۔ (مئی ۱۹۶۶ء)

احوالِ غالب: مرتبہ پروفیسر مختار الدین احمد۔ انجمن ترقی اردو (ہند)
نئی دہلی ــــ ۱۹۸۶ء

ادبی خطوطِ غالب: مرتبہ مرزا محمد عسکری۔ نظامی پریس لکھنؤ [طبع اوّل] ۱۹۲۹ء

ادبی مقالے: [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ لکھنؤ۔ ۱۹۸۳ء

اردوے معلیٰ (حصہ اوّل): غالب۔ اکمل المطابع دہلی۔ طبعِ اول۔ مطبوعہ جمعہ
[۵] مارچ ۱۸۶۹ء

اردوے معلیٰ (حصہ دوم): غالب۔ مطبعِ مجتبائی دہلی۔ طبع اوّل۔ مطبوعہ اپریل ۱۸۹۹ء

اکادمی لکھنؤ (دوماہی رسالہ)۔ مارچ ۱۹۸۲ء مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں: مہرِ نیم روز تحقیق کی روشنی میں"

اکادمی لکھنؤ۔ مارچ/اپریل ۱۹۸۳ء مقالہ ڈاکٹر] کاظم علی خاں

امجد علی شاہ: سبطِ محمد نقوی۔ لکھنؤ۔ ۷۶ ۱۹ء

انتخابِ اشعار و رقعاتِ غالب: مرتبہ کالی داس گپتا رضا۔ بمبئی۔ ۱۵ فروری ۱۹۹۲ء

انتخابِ صبا: مرتبہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ۔ ۱۹۸۲ء

انتخابِ غزلیاتِ ناسخ: مرتبہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ اتر پردیش اکادمی لکھنؤ ۱۹۸۴ء
انتخابِ یادگار (حصہ ۲) : امیر مینائی۔ تاج المطابع [رام پور] ۔ مطبوعہ
ذی الحجہ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء

انشائے غالب: مرتبہ رشید حسن خاں۔ نئی دہلی۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء
اودھ۔ آئینہ ایام میں: مرتبہ سید امجد حسین۔ لکھنؤ۔ مارچ ۱۹۹۶ء
اودھ انڈر واجد علی شاہ (انگریزی کتاب) : ڈاکٹر بھٹناگر۔ وارانسی۔ اگست ۱۹۶۸ء
اوراقِ معانی: مترجمہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی۔ اردو اکادمی نئی دہلی۔ ۱۹۹۲ء
"ایٹ ٹین ففٹی سیون": سریندر ناتھ سین۔ نئی دہلی۔ مارچ ۱۹۷۷ء (انگریزی کتاب)
"این ایڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا: آر۔سی۔ مجمدار، ایچ۔سی رائے چودھری
دیغرہ۔ مدراس۔ ۱۹۹۶ء (انگریزی)
باغِ در: غالب۔ مرتبہ وزیر الحسن عابدی۔ لاہور۔ جولائی ۱۹۶۸ء (بہ شکریہ
پروفیسر آغا سہیل لاہور)
بزمِ غالب: عبدالرؤف عروج۔ کراچی۔ ۱۹۶۹ء
بہادر شاہ ظفر: ڈاکٹر اسلم پرویز۔ انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی۔ ۱۹۸۶ء
بہادر شاہ ظفر: منشی امیر احمد علوی۔ لکھنو۔ جولائی ۱۹۳۵ء
بہارِ سخن (تذکرہ) : شیام سندر لال برق سیتاپوری۔ سیتاپور۔ ۱۹۳۲ء
"پرشین لیٹرس آف غالب": مرتبہ سید اکبر علی ترمذی۔ نئی دہلی۔ ۱۹۶۹ء۔
(انگریزی کتاب بہ شکریہ ڈاکٹر ناصر علی مرزا۔ کلکتہ)
پنج آہنگ (آہنگ پنجم) : اردو ترجمہ از محمد عمر مہاجر۔ کراچی۔ مارچ ۱۹۶۹ء
پنج آہنگ: غالب مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالب۔ مطبع منشی نول کشور کانپور۔ اپریل ۱۸۸۸ء
تحقیقی مطالعے: عطا کاکوی۔ پٹنہ۔ ستمبر ۱۹۶۵ء
تحقیقی نوادر: ڈاکٹر اکبر حیدری۔ لکھنؤ۔ ستمبر ۱۹۷۴ء
تذکرۂ شعرا: حسرت موہانی۔ مرتبہ ڈاکٹر احمر لاری۔ لکھنؤ۔ ۱۹۷۲ء

تذکرۂ ماہ وسال: مالک رام۔ نئی دہلی۔ نومبر ۱۹۹۱ء
تفتہ اور غالب: ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری۔ غالب اکیڈمی نئی دہلی۔
دسمبر ۱۹۸۴ء
تقویم ہجری وعیسوی: مرتبہ ابوالنصر محمد خالدی وغیرہ۔ انجمن ترقی اردو (ہند)
نئی دہلی۔ ۱۹۹۴ء
تقویم یک صد و دو سالہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ۔ ۱۸۶۵ء (رضا لائبریری
رام پور)
تلاش دبیر: [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ لکھنؤ۔ ۱۹۷۹ء
تلاش وتحقیق: [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ لکھنؤ۔ جولائی ۱۹۸۹ء
تلامذۂ غالب: مالک رام۔ نئی دہلی۔ نومبر ۱۹۸۴ء
تلخیص تاریخ اودھ (حصہ ۲): مولفہ نجم الغنی خاں۔ تلخیص و مقدمہ:
[ڈاکٹر] ذکی کاکوروی لکھنؤ ۱۹۷۹ء
تنقید اور عملی تنقید: پروفیسر سید احتشام حسین۔ لکھنؤ۔ طبع چہارم۔ ۱۹۷۱ء
تواریخ نادر العصر: منشی نول کشور۔ نئی دہلی۔ ۱۹۹۰ء
جسینۂ غالب: سعادت علی صدیقی۔ لکھنؤ۔ فروری ۱۹۷۱ء
جہان غالب: قاضی عبدالودود۔ نئی دلی۔ ۱۹۹۵ء
خدنگ غدر: مؤلفہ معین الدین حسن خاں۔ دہلی۔ ۱۹۷۲ء
خطوط غالب کا تحقیقی مطالعہ: [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ کتاب نگر
لکھنؤ۔ ۱۹۸۱ء
خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی۔ حیات اور کارنامے: ڈاکٹر شعیب راہی۔
پٹنہ۔ جون ۱۹۸۲ء
"دا میکنگ آف کالونیل لکھنؤ": وینا تلوار اولڈین برگ۔ نئی دہلی۔ ۱۹۸۹ء
(انگریزی کتاب)

دبستانِ آتش : ڈاکٹر شاہ عبدالسلام۔ نئی دہلی۔ دسمبر ۱۹۷۷ء
دستنبو : غالب۔ بمبئی۔ فروری ۱۹۶۹ء (فارسی کتاب)
دستنبو مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالب [فارسی] مطبع منشی نول کشور کانپور۔
اپریل ۱۸۸۸ء
دعاے صباح : غالب۔ مرتبہ کالی داس گپتا رضا بمبئی۔ دسمبر ۱۹۷۷ء (فارسی نظم)
دیوانِ غالب اردو (نسخۂ عرشی) : امتیاز علی عرشی۔ انجمن ترقی اردو (ہند)
نئی دہلی۔ ۱۹۸۲ء
دیوانِ غالب اردو بہ خطِ غالب (نسخۂ عرشی زادہ) : مرتبہ اکبر علی خاں عرشی
زادہ۔ رام پور۔ ستمبر ۱۹۶۹ء
دیوانِ غالب کامل نسخہ رضا۔ تاریخی ترتیب سے : مرتبہ کالی داس گپتا رضا
بمبئی۔ مطبوعہ ۱۵ر فروری ۱۹۹۵ء
ذکرِ غالب : مالک رامؒ۔ نئی دہلی۔ فروری ۱۹۷۶ء
رجب علی بیگ سرور۔ حیات اور کارنامے : ڈاکٹر نیر مسعود۔ الہ آباد ۱۹۶۷ء
رموزِ غالب : ڈاکٹر گیان چند جین۔ نئی دہلی۔ فروری ۱۹۷۶ء
سلطانِ عالم واجد علی شاہ (ایک تاریخی مرقع) : سید مسعود حسن رضوی
ادیب آل انڈیا میر اکاڈمی لکھنؤ۔ ۱۹۷۷ء
عودِ ہندی : غالب۔ مطبع مجتبائی میرٹھ (طبع اوّل مطبوعہ) ۱۰ر رجب
۱۲۸۵ھ [۲۷ر اکتوبر ۱۸۶۸ء]
عودِ ہندی : مرزا اسداللہ خاں غالب : مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل۔ مجلس
ترقی ادب لاہور۔ جون ۱۹۶۷ء
عیارِ غالب۔ مرتبہ مالک رام۔ دلی فروری ۱۹۶۹ء
غالب : مصنفہ ڈاکٹر سید عبداللطیف۔ مترجمہ معین الدین قریشی۔
جہانگیر بک ڈپو دہلی۔ (سنہ اشاعت ندارد)

غالب: غلام رسول مہر۔ لاہور پریس دہلی (سنہ اشاعت ندارد)
غالب اور انقلاب ستاون [مع دستنبو: غالب (فارسی) اردو ترجمہ دستنبو] ڈاکٹر معین الرحمان دہلی ۱۹۸۸ء
غالب اور شاہان تیموریہ: [ڈاکٹر] خلیق انجم، نئی دہلی دسمبر ۱۹۷۴ء
غالب درون خانہ: کالی داس گپتا رضا بمبئی۔ مطبوعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۹ء
غالب کی آپ بیتی: مرتبہ [ڈاکٹر] نثار احمد فاروقی۔ دہلی ۱۹۶۹ء
غالب کے خطوط (جلد ۱): مرتبہ [ڈاکٹر] خلیق انجم۔ دہلی۔ ۱۹۸۴ء
غالب کے خطوط (جلد ۲): مرتبہ [ڈاکٹر] خلیق انجم۔ دہلی۔ ۱۹۸۵ء
غالب کے خطوط (جلد ۳): مرتبہ [ڈاکٹر] خلیق انجم۔ دہلی ۱۹۸۷ء
غالب کے خطوط (جلد ۴): مرتبہ [ڈاکٹر] خلیق انجم۔ دہلی۔ ۱۹۸۷ء
غالب نامہ (کتاب): شیخ محمد اکرام۔ احسان بک ڈپو لکھنؤ (سنہ اشاعت ندارد)
غالب نامہ نئی دہلی (رسالہ) جنوری ۱۹۸۲ء۔ مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں
غالب نامہ نئی دہلی (رسالہ)۔ جولائی ۱۹۸۴ء۔ مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں
غالب نامہ نئی دہلی (رسالہ)۔ جولائی ۱۹۹۵ء۔ مقالہ ڈاکٹر کاظم علی خاں
فسانۂ عجائب: مؤلفہ رجب علی بیگ سرور۔ مرتبہ رشید حسن خاں۔ انجمن ترقی اردو (ہند)، نئی دہلی۔ ۱۹۹۰ء
فسانۂ غالب: مالک رام نئی دہلی۔ جنوری ۱۹۷۷ء
فیضانِ غالب: عرشی ملسیانی۔ نئی دہلی۔ مارچ ۱۹۷۷ء
قادر نامہ: غالب۔ مرتبہ عبدالقوی دسنوی۔ بھوپال۔ فروری ۱۹۷۱ء (اردو نظم)
قاطع برہان: غالب۔ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ [طبع اول۔ مطبوعہ ۲۰ رمضان ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۲ء]
قومی آواز لکھنؤ (روزنامہ) ضمیمہ ۸ دسمبر ۱۹۹۶ء۔ مقالہ ڈاکٹر اکبر حیدری
کچھ غالب کے بارے میں (حصہ ۱): قاضی عبدالودود۔ پٹنہ۔ ۱۹۹۵ء

کچھ غالب کے بارے میں (حصہ ۲): قاضی عبدالودود۔ پٹنہ۔ ۱۹۹۵ء

کلیاتِ غالب (نظم فارسی) مطبعِ منشی نول کشور لکھنؤ۔ ۱۸۶۳ء/۱۲۷۹ھ

کلیاتِ نثرِ غالب۔ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ۔ جنوری ۱۸۶۸ء

کلیاتِ نثرِ غالب۔ مطبع منشی نول کشور کانپور۔ اپریل ۱۸۸۸ء

گذشتہ لکھنؤ: شرر لکھنوی۔ لکھنؤ۔ اگست ۱۹۷۴ء

گلِ رعنا: غالب۔ مرتبہ مالک رام دلی۔ ۱۹۷۰ء

گلستانِ بے خزاں (تذکرہ): قطب الدین باطن۔ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ
جون ۱۸۷۵ء

لکھنؤ کا دبستانِ شاعری: ڈاکٹر ابواللیث صدیقی۔ دہلی۔ اپریل ۱۹۶۵ء

لکھنؤ کی تہذیبی میراث: ڈاکٹر سید صفدر حسین۔ بارگاہِ ادب لاہور۔ ۱۹۷۵ء

لکھنؤ کی زبان: محمد باقر شمس لکھنوی۔ دہلی ۱۹۶۹ء

متفرقاتِ غالب: مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب۔ کتاب نگر لکھنؤ۔ ۱۹۶۹

متعلقاتِ غالب: کالی داس گپتا رضا۔ بمبئی۔ اگست ۱۹۷۸ء

مثنویاتِ غالب (اصل فارسی مع اردو ترجمہ) مرتبہ و مترجمہ ظ۔ انصاری دہلی ۱۹۸۳ء

"مرزا غالب اور مفتی محمد عباس": مقالہ از ڈاکٹر کاظم علی خاں۔ قلمی وغیر مطبوعہ

مطالعۂ نثرِ غالب: ڈاکٹر کاظم علی خاں۔ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی۔
قلمی وغیر مطبوعہ

معتمد الدولہ آغا میر۔ اسلاف و اخلاف: ڈاکٹر انصار اللہ۔ نئی دہلی۔ اگست ۱۹۸۸ء

مقالات و نثریات: [ڈاکٹر] کاظم علی خاں۔ لکھنؤ۔ ۱۹۹۳ء

مکاتیبِ غالب: مرتبہ امتیاز علی عرشی۔ رام پور۔ ۱۹۴۹ء (چوتھا اڈیشن)

مہرِ نیم روز: غالب (اردو ترجمہ): مترجمہ پروفیسر سید عبدالرشید فاضل۔ کراچی۔ ۱۹۶۹ء

مہرِ نیم روز مشمولہ کلیاتِ نثرِ غالب۔ مطبع منشی نول کشور کانپور۔ اپریل ۱۸۸۸ء

نادراتِ غالب: مرتبہ آفاق حسین آفاق۔ کراچی۔ ۱۹۴۹ء

نامۂ غالب۔ مشمولہ عودِ ہندی طبع اوّل

نکاتِ غالب: غالب۔ مرتبہ نظامی بدایونی۔ نظامی پریس بدایوں۔ [۱۹۲۷ء]

نوابینِ اودھ اور برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کے سیاسی رشتے: ڈاکٹر مصطفےٰ حسین نظامی۔ بریلی۔ اکتوبر ۵ ۱۹۹ء

نیا دور لکھنؤ (ماہ نامہ)۔ نومبر/ دسمبر ۱۹۸۰ء۔ منشی نول کشور نمبر۔ مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں

نیا دور لکھنؤ۔ اپریل ۱۹۸۲ء۔ مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں

نیا دور لکھنؤ۔ فروری/ مارچ ۱۹۹۴ء۔ اودھ نمبر حصہ ۱

واجد علی شاہ کا دورِ مٹیا برج [کلکتہ]: ڈاکٹر زہرا ممتاز۔ لکھنؤ۔ ۱۹۹۳ء

ہماری زبان نئی دہلی (ہفت روزہ)۔ یکم مارچ ۱۹۸۰ء

ہماری زبان نئی دہلی۔ یکم ستمبر ۱۹۸۱ء۔ مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں

ہماری زبان نئی دہلی۔ یکم نومبر ۱۹۸۱ء۔ مقالہ [ڈاکٹر] کاظم علی خاں

ہماری زبان نئی دہلی۔ یکم جنوری ۱۹۹۷ء۔ مقالہ ڈاکٹر اکبر حیدری

ہنگامۂ دل آشوب: مرتبہ سید قدرت نقوی۔ انجمن ترقی اردو کراچی۔ ۱۹۶۹ء

یادگارِ غالب: مولانا حالی۔ الہ آباد۔ ۱۹۵۸ء

ڈاکٹر کاظم علی خاں

ریڈر شعبۂ اردو

لکھنؤ ۴ / اپریل ۱۹۹۷ء (M-۲۸-۴۰۴) شیعہ پوسٹ گریجویٹ کالج لکھنؤ ۳

اشاریہ

اشخاص

مقامات